



ارشاداتِ وارث

مرتبہ

جناب سلطان حمیدواری (مرحوم)

اور

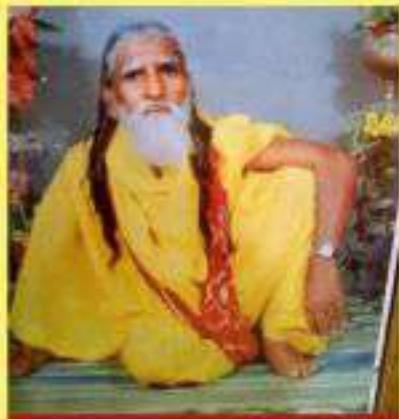
A Nineteenth Century Saint

Written by

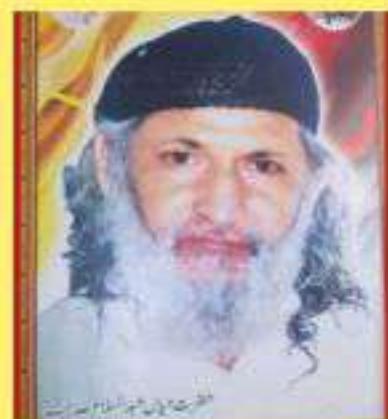
Khan Bahadur Deputy Iftikhar Husain Warsi

تشریف





پاوارٹ حٹ وارٹ



حضرت سید

عبدالسلام

مرف میان بالکا ابو بکر

رحمۃ اللہ علیہ

فیضان نظر

حضرت خواجہ

سید منبر علی شاہ

وارثی چشتی اجمیری

رحمۃ اللہ علیہ

عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ

ایفت بنی کروپ

عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ کی ایک بہترین کاؤش
وارثی کتب اب پی ڈی ایفت میں آپ سب وارثیوں کے لیے۔
منجانب : رمیز احمد وارثی
جو لوگ سلسلہ کی کتب جو پی ڈی ایفت والی پڑھنا چاہتے ہیں
تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

923101157013

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

۷۷۱۹ء

اشاعت اول

نومبر ۲۰۰۴ء

اشاعت دوم

میدیا ماسٹرز

کتابت

احمد برادر ز پر نظر

پرنس

خورشیدواری

ناشر



ہدیہ

فهرست عنوانات

عنوان	صفحه نمبر
مقدمه	
عرف ناشر	از سید خورشید علی وارثی
الف	
ب	پیش لفظ از جناب رضی احمدوارثی
ج	عرف مرتب از جناب سلطان حمیدوارثی
د	حرف آغاز از جناب علی احمد صابر
ح	منقبت شریف از جناب ارشادوارثی
۱	شجره نسب مبارک
۲	نسب مبارک والده ماجده
۳	نماز
۴	روزه
۵	حج بیت الله
۶	زکوٰۃ
۷	توحید
۸	تمدین
۹	ایقین
۱۰	تلیم در رضا
۱۱	بیعت و طریقت
۱۲	محبت
۱۳	عشق و عاشق
۱۴	چیر و مریم
۱۵	
۱۶	
۱۷	
۱۸	
۱۹	
۲۰	
۲۱	
۲۲	
۲۳	
۲۴	
۲۵	
۲۶	

مفاتیح
تعارف

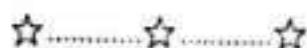
منہج نمبر
۳۵

فقیر

۳۷	محرم شریف
۳۶	گیارہ حویں شریف
۳۸	یہودیوں کی ارادت
۳۹	پارسیوں کی عقیدت
۴۰	عیسائیوں کا استخارہ
۴۱	عجز و انکسار
۴۲	ذوق سماع
۴۳	تعلم و ارشاد و مجاہدات
۴۴	نمہ بھی عقائد و مشرب
۸۰	ضیمہ The Nineteenth Century Saint

ہُو

نہ وارث کے جلوہ کو پوچھ ہم سے واعظ
انہیں بوالحسن جانے کیا جانتا ہے
(حضرت بوالحسن شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ، ایادیہ)



میں کہاں جاؤں دردولت وارث کے سوا
اور ہے کون مر احضرت وارث کے سوا
(اعیاز وارثی، ایادیہ)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض ناشر

زیر نظر کتاب "ارشادت و ارث" در حقیقت دو کتابوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں ایک کتابچہ اردو کا ہے۔ اور دوسری انگریزی کا۔ اردو کتابچہ جناب سلطان حیدوارثی مرحوم 'ایم۔ اے۔ ایل۔ الی (وکیل) ساکن ایادہ یو۔ پی۔ انڈیا کی کاؤنٹی کا نتیجہ ہے۔ اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ سرکار و ارث پاک اعظم اللہ ذکر کے ارشادات و فرمودات جو مختلف کتب میں متوجہ کی طرح بھرے ہوئے تھے جناب سلطان حیدوارثی مرحوم نے انکو مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دیکھ لایوں میں پڑا کہ ایک ہدایت گذستہ دیا جو موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے کیونکہ اج کل کی صریفیات کے پیش نظر ضخیم کتب کے مطالعہ کیلئے لوگوں کے پاس وقت نہیں ہے۔ زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے بہت کم وقت میں قادری سرکار عالم پناہ کے افراد، نظریات اور فرمودات سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

یہ کتاب اندہاء میں "سرکار و ارث پاک" کے نام سے مولف نہ کوہہ بالا نے خود شائع کی تھی۔ بعد اسی کا اضافہ شدہ ایڈیشن "ارشادت سرکار و ارث پاک" کے نام سے جناب رضی احمد وارثی (مرحوم) سانچیز آستانہ عالیہ دیوبہ شریف نے درگاہ وارثی ایسوی ایشن کے ذریعے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔ دوسری کتابچہ انگریزی زبان میں جناب خان بیہادر ڈپنی افتخار حسین وارثی نے ۱۹۲۷ء میں مسز برنس، ممبر پورڈ آف ریونچیو۔ پی کی فرماں پر تحریر کیا جس کی تخلیق کا مقصد یہ تھا کہ سرکار عالم پناہ کی مختصر سوچی جیات اور ان کی تعلیمات کو دیکھ نہ اہب خصوصاً انگریزوں کے سمجھایا جائے جو اس وقت ہندوستان کے حکمران تھے۔ کتابچہ اس لحاظ سے نہایت اہمیت کا حاصل ہے کہ موصوف سے دریا کو کوزہ میں مدد کر دیا ہے۔ لور جو اس قدر اہمیت کا حاصل ہے کہ جب راقم الحروف نے اسکو پاکستان میں چھپوا کر اس کی ایک کاپی بغرض رائے آرچ بیشپ ہاؤس کراچی بھیجی تو وہاں سے جو تبرہ موصول ہوا۔ اس کا ایک اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

آرچ بیشپ ہاؤس کے ڈاکٹر گرچی ڈی۔ سوزا جو کرائس دی کلگ سینیٹری کراچی میں

اسلامیات کے پروپرٹر فرماتے ہیں۔

"In this spirit the article speaks to modern man, in terms of humanity and mankind's great need for understanding, cooperation and unity. It is my joy to review this article, and may all who read it, reap the fruit of its reward."

۱۹۷۹ء میں جب راقم الحروف دیوب شریف گیا تھا اور اس کو سلسلہ ولادتیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا تو جناب رضی احمد ولدی مرحوم نے جماں اسکو بغرض اشاعت "مخلوٰۃ حقانیہ" کے سنت کتہ شدہ بڑے بچے عنایت فرمائے وہاں ایک ایک نسخہ کو رہ بالا کر لیجھوں کا بھی دیا اور اجازت دی کہ میں ان کو پاکستان میں شائع کر سکتا ہوں۔ چنانچہ "مخلوٰۃ حقانیہ" کو انگریزی کتابچہ "A Nineteenth Century Saint" شائع ہو چکے ہیں۔ لوراپ یہ تیراں آنچہ زیر عنوان "مرشدات ولادت" مدرس ان سلسلہ ولادتیہ کیلئے خصوصاً اور جلد مسلمانان عالم کیلئے عموماً بغرض مطالعہ و میں خدمت ہے

یہاں یہ لکھا تبے جانہ ہو گا کہ اس کتاب کی اشاعت میں دو حضرات نے میرے ساتھ خصوصی تعاون کیا جس میں سب سے پرانا م جناب سید عبدالعلی ولدی (مرحوم) کا ہے لورا و مدرس ان جناب ولادتاء ولدی کا ہے لول الذکر نے اس ہیاب کتاب کی کپوڑ کے ذریعہ سنت کر دی ای لو رآخر الذکر نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے کاغذ فراہم کیا۔ جس کیلئے میں ان دونوں حضرات کا تبدیل سے ممنون ہوں لور میری ولی و عا بے کہ اللہ تعالیٰ بفیض ولادت پاک مرحوم سید عبدالعلی ولدی کو جنت عطا فرمائے لور جناب ولادتاء ولدی کو اس دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنڈ فرمائے آمین!

خاکپائے سکاں کوئے ولادت

خورشید ولدی

۲۰۰۱۱۲۵

پیش لفظ

رضا احمد آزریری مخبر آستانہ عالیہ دیوب شریف

محترم و معظم برادر طریقت شیخ سلطان حیدر صاحب ولاری کاشمیان خوش نصیبوں میں
ہے جن کو دالہاٹ عشق ہے اپنے اس بندہ نواز سے جو محض وارث علی (اعظم اللہ ذکرہ) نہیں
بھک آثار پختن پاک ہے لور جس کی صفت خیر الوارثین ہے۔ اور اس جذبہ کی پروردش اور
نمدداشت ان بزرگوں کی مر ہون منت ہے جنہوں نے اس ذات اقدس کی علی عاطفت
میں منازل روحانی طے کی ہیں خواہ وہ ۱۲ ابریس تک صائم الدہر و قائم اللیل رہ کر حاصل ہوئی
ہوں خواہ بیک جنبش نظر، یہ اسی کا شمرہ ہے کہ مودود کو
کسی کی بھاتی نہیں کہانی کوئی خوش آتا نہیں ہے قصہ
کسی کا سنتے نہیں فسانہ سوائے اک داستان وارث

چنانچہ روز شب ان ہی کتب کا ورد ہے۔ اور ایسی ہی کتابوں میں انہاک ہے جہاں
ذکر محبوب ہو۔ پیشے کے اعتبار سے لکھنے کی عادت تھی۔ عرضی دعویٰ اور مباحثہ تو چھوڑ
دیئے اپنے شاگرد رشید پر اور لکھ ڈالا ایک رسالہ ”سرکار وارث پاک“ اس کی اشاعت بھی
ہو گئی۔ پھر اس کو اور وسیع تر بنا دیا جو بعض وجود کی بنا پر منظر عام پر نہ آسکا۔ کچھ عرصہ ہوا لزراہ
موانتست مجھے ایک اور رسالہ ”ارشادات سرکار وارث پاک“ کا مسودہ دکھایا۔ اور فرمائش کی کہ
میں بطور پیش لفظ کچھ لکھ دوں مجھے بلا تامل محض لکھ دینے کا وعدہ ہی نہیں کر لیتا پڑا لیکن میں
نے طباعت کی تمام تر ذمہ داری بھی اس لئے منظور کر لی کہ کسی یہ سجا ہو اگدستہ بھی ضائع نہ
ہو جائے جبکہ اس کا فنڈ درگاہ ولاری ایسوی ایشن کے پاس موجود ہے۔ جہاں تک ابتداء یہ لکھنے
کا تعلق ہے۔ اس کا لکھتا موزوں ہے اس پر جو مؤلف یا مرتب کتاب سے علم و مرتبہ میں فوقیت
رکھتا ہو۔ فویت تو یہاں میں ان دونوں صفات سے قطعاً کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا۔ اس اعتراف
کے ساتھ تین ماہ کے غور و فکر کے بعد آج قلم اٹھا کا ہوں۔

مرتب مودود نے جو مخطوطات ترتیب دیئے ہیں۔ وہ بلا کم دو کاست ان کتابوں سے نقل

کیے ہیں جن کو معتبر اور مناسب جانا ہے۔ اکثر میں الفاظ کے فرق کے ساتھ بگرار بھی ہو گئی ہے اور مفہوم ایک ہی ہے۔ اپنے طور پر نہ کوئی حد کی ہے اور نہ ثبوت فراہم کیے ہیں۔ نہ اس کی ضرورت محسوس کی ہے۔ یہ کام مطالعہ کرنے والوں پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ غور فکر کریں اور حسب استحداد فائدہ اٹھائیں۔ آج کی مصروف دنیا میں بہت سی اور ضخیم کتابوں کی ورق گردانی سے بچتے ہوئے بیک نظر مختلف عنوانات کے تحت ارشادات گرامی سے واقفیت حاصل ہو سکے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی موضوع پر کسی قول سے کسی ولست بارگاہ عالی کو اختلاف بھی ہو مثلاً فقرائے وارثی کا حضور کے عالم ظاہری میں اور باحد بیعت لیتا۔ جبکہ آپ کا یہ ارشاد موجود ہو کہ ”ہم نہ ہوں گے ہمارا ذہیر تو موجود ہو گا۔ انہیں ذہیر سے مرید ہو جائے“ یہ نہ فرمائا کہ ہم نہ ہوں گے ہمارے فلاں فلاں فقیر بیعت کے مجاز ہیں۔ اور وہ اس کے بھی مجاز ہوں گے کہ آئندہ بھی وہ دوسروں کو صاحب مجاز بنا سکتے ہیں۔ یا یہ کہ مندرجہ بالا فرمان ہی کسی کی سمجھے سے باہر ہو۔ تو اس کی ذمہ داری مرتب پر اس کے لئے نہیں ہے کہ محض نقل سے سروکار رکھا ہے۔ کسی قسم کی کوئی اپنی دخل اندازی نہیں کی ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ برادران طریقت خصوصیت کے ساتھ اور دیگر ناظرین بھی اس رسائل سے فائدہ حاصل کریں گے۔ جس جزاۓ خیر کی مرتب رسالہ ہذانے خواہش کی ہے۔ نہ میں زاہد ہوں اور نہ دعا کرنے کا اہل۔ لیکن جب یہ دعائیں جاری ہی ہو ”کہ اس آوارہ کوئے بُکاں آوارہ تربادا“ تو اقتداء میں نیک خواہشات اور نہ خلوص جذبات کے ساتھ ”آمین“ ضرور کرتا ہوں۔

رضی احمد

کیم ستمبر ۱۹۷۴ء

عرض موقب

عرض سے میرا خیال تھا کہ میں سرکار و ارث پاک اعظم اللہ ذکر، کے ارشادات عالیہ کا ایک مختصر مجموعہ تحریر کروں اور جو ارشادات سرکار عالم پناہ کی مختلف سوانح عمریوں میں ملیں یاد گئے مستند ذرائع سے ملیں ان کو سمجھا کر دوں۔

سرکار عالم پناہ کا یہ بہت بڑا کرم ہے کہ میں اس کوشش میں کچھ کامیاب ہو گیا۔ اس کتاب میں، میں نے وہ ارشادات تحریر کیے ہیں جو میں نے مستند ذریعوں سے خود نے اور باقی ارشادات حسب ذیل کتب کو پیش نظر رکھ کر تحریر کیے۔

۱۔ تحفۃ الاصفیاء (فارسی) مصنفہ: حضرت شاہیق وارثی دریا آبادی ”

۲۔ عین الحقیق (اردو) عبدالاحد شاہ صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ سوانح تحریر (فارسی) ایضاً

۴۔ سرگزشت (اردو) سید نامد ارشاد صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ وسیله خوش (اردو) قاضی خوش علی صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ الوارث (انگریزی) غنور شاہ صاحب وارثی ہسامی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حیات و ارث (اردو، اول و دوم) مرزا منعم ہیگ صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ مشکوٰۃ حقائیق (اردو) مولوی فضل حسین صاحب وارثی ”

۹۔ انیسویں صدی کا عارف بیانہ (انگریزی مع ترجمہ اردو)

ڈپٹی افتخار حسین وارثی

۱۰۔ تعارف (اردو) مصنفہ حضرت بیدم شاہ صاحب وارثی ایڈوی ”

۱۱۔ منہاج العشقی (اردو) حضرت مرزا محمد احمد ایتم ہیگ صاحب شید اور ایڈی

فی ارشاد الوارثیہ

۱۲۔ نیافت الاحباب (اردو) مصنفہ: حضرت اور گھٹ شاہ صاحب وارثی

۲۴۔ توصیف وارث (اردو و فارسی) مرتبہ: رضی احمد صاحب وارثی

۲۵۔ تجویز جوڈیشل کشناور دھ، نسبت اجتماع سجادگی (ترجمہ اردو)

بہو کنمیاں مل صاحب وارثی، کیل مل گزہ

مندرجہ بالا کتب سب نظر میں ہیں اور لا تعداد کتابیں انہم میں ہیں۔ ان میں تجھے
الا صفائی، عین القیم، مشکوٰۃ حقانیہ، سعی الحادث فی ریاضیں الوارث موسوم پر حیات وارث،
رسالہ تعارف منساج الحشیقیہ فی ارشاد الوارثہ حصہ اول و دوم، حیات وارث اول و دوم مؤلفہ
مرزا ششم بیگ صاحب، بہت زیادہ مستند ہیں۔ یہ ارشادات ان ہی کتب میں سے لئے ہیں اور
دیگر کتابوں میں سے مستند ارشادات لئے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ اس کتاب میں کوئی خصوصیت نہیں ہے سوائے اس کے کہ سرکار عالم
پناہ کے ارشادات عالیہ کو بیجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ زیادہ تر موقع پر صرف ارشادات ہی
تحریر کردیئے ہیں۔ لور چند موقعوں پر ارشادات کا محل و قوع کتب نہ کوہہ بالا کو پیش نظر کہ
کہ تحریر کیے ہیں۔

قبل اس کے کہ عرض داشت کو ختم کروں یہ ضروری ہے کہ جناب محمد عمر دراز خان
صاحب وارثی (حافظ محمد صدیق اسلامیہ انتر کالج) کا شکریہ ادا کروں انہوں نے کتاب ہذا کے
مرتب کرنے میں بہت مدد دی ہے۔ سرکار عالم پناہ ان کو دینی و دنیوی دوستوں سے مالا مال
فرمائیں۔

میری خوش قسمتی سے اسی زمانہ میں حاجی رضی احمد صاحب فیجبر آستانہ عالیہ دیوب
شریف اہمودہ آئے۔ میں نے ان سے اس کتاب کا ذکر کیا، تو انہوں نے از راہ کرم اس کتاب پر
پیش لفظ تحریر کرنے کا وعدہ فرمایا، اور اطمینان کیا کہ وہ اس کتاب کو آستانہ شریف کی طرف سے
جلد طبع کر دیں گے۔ میں ان کی اس عنایت کا تسلیم سے مشکور ہوں۔

اس کے بعد میں نے یہ کتاب ان کی خدمت میں پیش کر دی۔ انہوں نے اس کتاب
کا مطابعہ فرمایا اور اس کی تصحیح بھی کی۔ جو حوالے مختلف کتابوں کے رہ گئے تھے ان کی طرف

توجہ دلائی اور جو ارشادات غیر مسند کتوں کے درج ہو گئے تھے ان کو حذف کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے وہ ستم حتی الامکان دور کر دئے ہیں۔ موصوف نے اس کا پیش لفظ بھی تحریر فرمایا ہے۔ لذا اب یہ کتاب جناب حاجی رضی احمد صاحب آزری فیجبر آستانہ عالیہ دیوبہ شریف کے زیر انتظام آستانہ شریف کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔

اس کتاب میں جو ارشادات سرکار عالم پناہ درج ہیں۔ وہ ”مشتہ نمونہ از خردارے“ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قارئین کرام اس کا فیصلہ فرمائیں گے کہ میں اس کو شش میں کماں تک کامیاب ہوا ہوں اور جملہ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ میری غلطیوں کو قلم غنو و کرم سے صحیح فرمادیں اور اس سگوارث پاک کے لئے یہ دعا فرمادیں:

کہ ایں آوارہ کوئے بُتاں آوارہ ترباوا

والسلام

خاکپائے سگانِ کوئے حضرت وارث پاک

سلطان حید وارثی (وکیل)

ایم، اے ایل، ایل، ہلی

اعزازی سکریٹری، حضرت ابو الحسن شاہ وارثی

مولیم ٹرست

محلہ کڑہ شہاب خاں، اٹاوا

کیم جون سے ۱۹۷۴ء

حرف آغاز

(ہاتھ اسکالر)

علی احمد صابر

(امتحان سلسلہ چشتیہ قادریہ)

میرے محترم اور انتہائی تلاص دکرم فرماء، تعدد ایکریزی و اردو کتب کے مصنف، معروف دانشور، ممتاز اسکالر حضرت سید خورشید علی دارثی صاحب نے اپنے پیر و مرشد حضرت الحاج حافظ سید ولد رحمت علی دارث شاہ قدس سرہ العزیز کے فرمودات و درشادات کا مجموعہ راقم الحروف کو پرداختے ہوئے فرمایا کہ اس کا دوسرا الیٹ یشن طبع کیا جادہ ہے۔ لہذا اس مجموعہ کی فرمستہ معلومات مرتب کر دوں اور اس کے ساتھ ساتھ چند سطور بطور حرف آغاز بھی تحریر کر دوں، ہر چند کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں اور بلاشبہ یہ حق تو صرف مل علم و مطلب ایم سی ہی کا ہے۔ لیکن اس کو اپنی خوش نسبی سمجھتا ہوں کہ یہ اعزاز بھیجے حضرت خورشید علی دارثی صاحب کی محبت بھری خواہش سے میرا یا ہے۔

اس مجموعہ کا پہلا اینڈ یشن خورشید علی دارثی صاحب کے در اور طریقت شیخ سلطان حیدر دارثی مرحوم، ایم، ایل ایل ٹی، وکیل (ساکن ایادوہ یوپی، احمدیا) نے مرتب کیا تھا۔ اور جاتب رضی احمد دارثی، میجر آستانہ یونیورسٹی، دیوبہ شریف نے در گاؤں دارثی ایسوی ایشن کے فنڈ سے ۱۹۷۷ء میں طبع کیا تھا۔ درحقیقت خورشید علی دارثی صاحب کی اپنے پیر و مرشد اور سلسلہ ولد شیعہ سے والمانہ و بالکل اس امر کی عماز ہے کہ ہو صوف اس گراں قدر کتاب کا دوسرا الیٹ یشن شائع کرنے کے آرزو مند ہیں۔ حق بحکماء ان کی اس سماں کو مشکور فرمائے۔

یہ ایک بدیکی امر ہے کہ لویائے کرام اور مشکل عقائد نے دنیا اسلام کی ترویج و اشاعت اور مسلمانوں کے اصلاح عمل اور تزکیہ نفس کے لئے جو خدماتِ جلیلہ انجام دی ہیں ان سے ہماری ہر دنگ کے اور اتنے بھرے ہوئے ہیں۔ خصوصاً نبڑے صیغہ پاک و ہند میں ان بزرگان دین کے کارنائے رو زرو شن کی طرح عیاں ہیں۔ ان عارفان باللہ نے سلوستانش سے بے نیاز ہو کر، حقوقِ خدا کی بھلائی اور اللہ کے بندوں کی رہنمائی کیلئے طویل ترین سفر و حضرت کی صعوبتیں اس خدا چیختانی کے ساتھ مدعا داشت کیں کہ گویا یہ بھی بخوبی اس بہبُر راحت ہوں۔ درحقیقت رضاۓ رب، صبر و تابع اور توکل و استقامت ان نعموں فیض کا زاد اور اس

رہا ہے۔ یک وجہ ہے کہ حق سبکو اتنا نہ ان کو اپنادست کہا ہے۔ اور ان سے دشمنی کو اپنی دشمنی سے تبیر کیا ہے۔ اور ان عارفانِ حقیقت اور مstan معرفت کی ہر ادا کو ایک کرامت عطا کی ہے۔

ایسے سلطنتِ ولادت، معرفت کے ایک معروف و ممتاز تاجدار حضرت الحاج حافظ سید ولدث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا سب عالی بال تحقیق سر کار و دعائم علیہ سے ہٹا ہے۔ آپ کے مریدین و معتقدین کی ایک کثیر تعداد ہے اور آپ کی ذات بزمِ اصنیاء و انتیاء میں ولادت و معرفت کا ایک ایسا وہ چراغ ہے جس کی تباہی سے مریدین، متولین اور مترین و معتقدین کے قلوب منور ہو رہے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے۔ آپ کے فیضِ روحانی کا دریا مسلسل روای ہے جس سے تشکان معرفت اور میلان بادہ وحدت مستقل سیراب ہو رہے ہیں۔

حضرت الحاج حافظ سید ولدث شاہ سراج السکن قدس سرہ العزیز کی ذاتی صفات و روحانی کلاالت اور تصریفات و ولادت کا چند مختصر میں جملانہ احاطہ بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر زیر نظر کتاب سے اس کا تعلق ہے بھی نہیں، لیکن آپ کی جس کیفیت سے میں بے حد ممتاز ہوا ہوں میرا تھی پاہتا ہے کہ ضرور عرض کر دوں۔ حضرت الحاج حافظ سید ولدث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب ہمیں مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے شرف ہوئے تو اسی دن سے احرام شریف کو اپنا مستقل ملبوس بنالیا۔ اور پھر ساری زندگی اسی خاص و ضعی میں بسر کر دی۔ بظاہر تو یہ کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوتی لیکن غور و تکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس خصوصی اہتمام میں ضرور کوئی رازِ تخفی و پوشیدہ ہے۔ چند لمحوں کے لئے ذرا انکا و تصور سے دیکھئے تو سی..... حالتِ احرام پوشی ہے۔ اللہم بیک کی صدادل سے نکل کر زبان پر جلدی ہے، عالم دار فقی میں مستانہ دار حرم شریف کا طواف ہو رہا ہے، جلوے و اصل نظر ہو رہے ہیں۔ اب نہ پر دہ ہے نہ چلنے ہے اور یہ عالم ہے کہ "تو من شدی من تو شدم"، تو اس کیفیت میں ایک عاشق صادق کے لئے یہ کیے ممکن ہے کہ وہ اپنی اس بیت کو جو قربِ جہاں دوست کا باعث ہے، تبدیل کر کے اس زم "رازو نیاز" سے کنارہ کش ہو جائے، سماں اللہ کیا شان ولادت ہے اور کیا علوی مقامِ ولادت ہے۔

بالکل اسی طرح تصدیق و یقین، حسیم و رضا اور عشق و عاشق کے موضوعات پر الحاج حافظ سید ولدث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے جو الفاظ صادر ہوئے ہیں ان میں حقیقت اللہ کے دفاتر پہاں ہیں اور عارفان باللہ و سماکانِ راہ طریقت کیلئے آپ کے یہ مختصر فقرے گنجید معرفت و چراغ حقیقت ہیں ان میں بعد و نواجه کی آشنائی کے ہزاروں رات ہائے سرہنہ اہل نظر کو دعوت عرقان و بصیرت اس طرح دے رہے ہیں کہ کم فہم بھی مستغیض ہو سکتے ہیں بفرطیکہ چھی عقیدت ہو۔

حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ رحمت اللہ علیہ کا مد کردہ کتب ہر دن میں جس اہتمام کے ساتھ نہ کوہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ "نصرت فناہری و بالطفی" سے گرفتار ہی رہتے تھے۔ آپ کی مجلس میں پہنچنے والے حقیقت، ایمان سے آشنا اور دولتِ عشق و یقین سے مالا مال ہو کر انھے نور ایسا اس لئے ہوا کہ ہمارے آقا و مولا خشم الرسلین حضور ﷺ کا رشاد مبارک ہے کہ "نولیاء اللہ ایسا رحمۃ و جلماں ہیں جن کے پاس پہنچنے والا شق نہیں رہتا" اس رشاد مبارک کا خلاصہ یہ ہے کہ، انہی کامل مجسم انوارِ صدق و یقین ہوتا ہے اس کی گفتار و نظر میں انوارِ الکتبہ موجود ہوتے ہیں جس سے ہم مجلس کے دلوں کی خلائق، محبت نور سعادت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ رحمت اللہ علیہ کی ذات گرائی حکمل و مجسم نور الانوار اور مولا ہر دو مرحمت اللہ علیہ کے اس شعر کے میں مطابق ہے۔

سایہ بیرونی مدد و خدا

مردہ ایں عالم و زندہ خدا

خدا کا خاص مقرب بعده یعنی مرشد کامل خدا کا سایہ ہوتا ہے لور اس جمن آب و گل کے اعتبار سے مردہ لیکن اللہ کے حوالہ تعلق سے زندہ ہوتا ہے اس لئے مولا ہر دو مرحمت اللہ علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں۔

وہیں لوگوں کی روتے گل

ہری از گفتہ گز جنم

یعنی جلد اور بلا تسلی اس مرشد کامل کے دامن سے وامستہ ہو جاتا کہ آخری زمانے کی آفت و مصیبت سے نجات پا سکے۔ یقیناً وہ اصحاب خوش نصیب ہیں جو حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز کے دامن و سلسلہ سے وامستہ ہیں۔ لور حضرت کے پند و نصائح پر خلوص دل اور کچی عقیدت و دردلت سے کار بند ہیں۔

ایسے ہی عاشقان وارث علیہ الرحمۃ میں دو معتبر ہم جناب لر تشاویری اور جناب سید عبدالحقی دارالٹی ہیں۔ جن کے تعاون سے یہ مجموعہ فرمودات موسوم پر "رشادات وارث" زیور بر طباعت سے گرفتار ہو رہا ہے۔ جو سلسلہ وارثیہ سے وامستہ حضرات کے لئے الخصوص اور دیگر سلاسل سے وامستہ اصحاب کے لئے بھی با العموم، ایک ایسا گلہستہ روحانی ہے جس کے مطابق سے باغی عرفان و ایمیرت کے غنچہ و گل و درشیہ خوشبو سے مسکنے رہیں گے۔

الحج حافظ سید وارث علی شاہ نور اللہ علی نورہ نے اپنے مریدین و معتقدین کو جن اہم امور کی خصوصی تاکید کی ہے صرف ان امور کو موافق نے مختصر اختف و مستند کر کے لور اصحابِ اتفاق

سے من کر قرآنیبِ مومن کے ساتھ "کوششات و اثر" کو مرتب کیا ہے۔ یہ اقدام اس لئے بھی سمجھنے ہے کہ اُن کے سامنے، مشینی دوڑ نے انسانوں کو اسقدر مصروف و منہک کر دیا ہے کہ اللہ کی محبت میں زیادہ وقت گزارنا ہمارے خلیفہ کا یکسوئی سے مطالعہ کرنا سخت و شوار ہو گیا ہے۔ اس صورت حال میں یہ کتاب مرید ان دارث طیہ الرحمت اور دیگر اہل ذوق و اہل سلسلہ کے لئے ایک نعمت ہے جس سے بہت کم وقت میں بہتر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی مؤلف کی یہ سماجی بے سالمت سرکار عالم پناہ الرحمت اللہ طیہ بارگاہ حنفی میں بھی مقبول ہو گی۔ میں اپنی اس مختصر اور بے ربطی تحریر کو دعڑت دارث طیہ الرحمت کی شان میں کبھی کبھی اپنی منقبت کے اس مطلع پر فتح کرتا ہوں۔ ۔

خواہ، کہ دل کو مرے آرزوئے دارث ہے
دہاں پر چلنے جمالِ گنگوئے دارث ہے

وما علینا الْبَلَاغُ

گدائے کوچہ اولیائے کرام
علی احمد صادق

منقبت درشان

(وارث علیہ الرحمۃ)

از ارثناوارثی

بے نیاز دھر ہے مستانہ وارث شاہ کا سکندر خوش بخت ہے دیوانہ وارث شاہ کا
میشان حق ہیں اور میخانہ وارث شاہ کا ہے مسلسل رقص میں پیانہ وارث شاہ کا

جس کو سن کر ہو گئے گمراہ بھی واصل حق
وہ حقیقت ساز ہے افسانہ وارث شاہ کا
ہے چراغ روپنہ وارث میں اسکی کیا کشش
جس نے دیکھا ہو گیا پروانہ وارث شاہ کا

سل منزل "ما عرفنا" کی ہوئی جس نے نہ
رہنمائے ذات ہے افسانہ وارث شاہ کا
جو بھی آیا پی کے اٹھا بارہ وحدت کا جام
عام ہے سب کے لئے میخانہ وارث شاہ کا

محوجت ہو گیا، رضوان جنت دیکھ کر
خلد کا گوشہ ہے یا کاشانہ وارث شاہ کا
آپ کے فقر و توکل کی بھی کیتا شان ہے
واہ کیا دربار ہے شاہانہ وارث شاہ کا

ساغر وحدت میں ہے۔ صہبائے حبْ نجَنْ
اس لئے ممتاز ہے میخانہ وارث شاہ کا
لب پہ ذکرِ کبریا اور دل میں یادِ مصطفیٰ اللہ اللہ شغل یہ روزانہ وارث شاہ کا

ہوش والے دیکھتے ہیں رشک و حرمت سے مجھے
جب سے ہوں اے ارثنا دیوانہ وارث شاہ کا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ نَصْلِي عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ

- شجر و نسب پدری سرکار و الایتدر حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاه اعظم بالله ذکرہ
- ۱- حضرت سیدنا حاجی حافظ سید وارث علی شاه اعلیٰ اللہ مقامہ
- ۲- حضرت سیدنا حکیم سید قربان علی شاه علیہ الرحمۃ
- ۳- حضرت سیدنا سلامت علی شاه علیہ الرحمۃ
- ۴- حضرت سیدنا کرم اللہ علیہ الرحمۃ
- ۵- حضرت سیدنا میراں سید احمد شاہ علیہ الرحمۃ
- ۶- حضرت سیدنا سید عبدالاحد علیہ الرحمۃ
- ۷- حضرت سیدنا عمر نور علیہ الرحمۃ
- ۸- حضرت سیدنا زین العابدین شاہ علیہ الرحمۃ
- ۹- حضرت سیدنا عمر شاہ علیہ الرحمۃ
- ۱۰- حضرت سیدنا عبد الواحد شاہ علیہ الرحمۃ
- ۱۱- حضرت سیدنا عبد الواحد علیہ الرحمۃ
- ۱۲- حضرت سیدنا علاؤ الدین اعلیٰ بزرگ علیہ الرحمۃ
- ۱۳- حضرت سیدنا عزیز الدین علیہ الرحمۃ
- ۱۴- حضرت سیدنا اشرف الی طالب علیہ الرحمۃ
- ۱۵- حضرت سیدنا محروم شاہ علیہ الرحمۃ
- ۱۶- حضرت سیدنا ابو القاسم شاہ علیہ الرحمۃ
- ۱۷- حضرت سیدنا علی عسکری علیہ الرحمۃ
- ۱۸- حضرت سیدنا ابو محمد شاہ علیہ الرحمۃ
- ۱۹- حضرت سیدنا ابو محمد جعفر علیہ الرحمۃ
- ۲۰- حضرت سیدنا محمد مهدی علیہ الرحمۃ

- ۲۱- حضرت سید ناگیم علی رضا علیہ الرحمۃ
- ۲۲- حضرت سید ناقشم تمزہ علیہ الرحمۃ
- ۲۳- حضرت سید ناموکی کاظم علیہ الرحمۃ
- ۲۴- حضرت سید ناامام جعفر صادق علیہ السلام
- ۲۵- حضرت سید ناامام باقر علیہ السلام
- ۲۶- حضرت سید ناامام زین العابدین علیہ السلام
- ۲۷- حضرت سید ناامام حسین علیہ السلام
- ۲۸- حضرت سید ناشر خدا علی مرتضی علیہ السلام زوج سید النساء فاطمہ الزهراء
رضی اللہ عنہا بنت حضرت احمد مجتبی محمد مصطفیٰ علیہ السلام

آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب

حضرت سید ناسامت علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک کا اسم مبدک سید خرم علی علیہ الرحمۃ ان کی اولاد مریمی میں ہے۔ اور دوسرے صاحبزادے کا نام حضرت قربان علی شاہ علیہ الرحمۃ پدر بزرگوار وارث پاک علیہ الرحمۃ تھے۔ حضرت سید ناقربان علی شاہ علیہ الرحمۃ کا عقد نکاح حقیقی چھا سید شیر علی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی سیدہ لیلی سکینہ عرف چاند لی صاحبہ سے ہوا۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نے شرف خشکار حضور سرکار وارث پاک کی والدہ ماجدہ ہوئیں۔

نماز

ایک مرتبہ ایک صاحب نے مسدس پیش کیا جس کا اختتام طلب محبت پر ہوا تھا۔ سرکار عالم پناہ نے متبسم لبوں سے بھمال شفقت فرمایا۔ ”تم نماز کی پاہدی کرو اگر کوئی غذر توی ہو تو اشارہ سے ادا کرنا۔“

ایک مرتبہ شکوہ آباد میں بارش نہ ہوئی، کمیت سو کھے جاتے تھے۔ حضور سے عرش کیا گیا تو حضور انور نے فرمایا ”خدا کو عجز بہت پسند ہے توبہ کرو اور پاہدی کے ساتھ

نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ نماز سر اپا بگز کی تصویر ہے اور عبدیت کی نشانی ہے وہ حم کرے گا۔ ” یہ سن کر سب نے توبہ کی نماز کی پابندی کا عدد کیا۔ دوسرا ہے دن پانیہ رہ سا اور پیدا اور بہت ہوتی۔ ایک مرتبہ فٹی تفضل حسین صاحب داراللہ وکیل آنہ کے محلہ کی مسجد کو شکست دیکھ کر فرمایا ” ”تفضل حسین کیا محلے کے مسلمان اب مسجد کی خدمت نہیں کرتے عرض کیا اس محلے میں کوئی نمازی ہی نہیں ہے۔ کچھ تال کے بعد فرمایا ” ”تم اس مسجد کی خدمت کرو تو اور سب سے کہہ دو کہ جو نماز نہیں پڑھے گا ہمارے حلقویت سے خارج ہے۔ ” ”کچھ عرصہ کے بعد جب پھر دہاں تشریف لے گئے تو مسجد کو مرتب اور آباد دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا ” ”حشر کے روز یہ مسجد تمہارے بھدوں کی گواہی دے گی۔ ” ”

ایک مرتبہ حاجی او گھٹ شاہ صاحب داراللہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ” ”نماز ضرور پڑھنا چاہئے یہ نظام عالم ہے اگر یہ چھوڑ دی جائے گی تو نظام عالم میں خراہی آجائے گی۔ ” ”آپ نے دیوہ شریف میں حضرت شاہ فضل حسین صاحب سے فرمایا ” ”فضل حسین سب سے کہہ دو کہ جو نمازنہ پڑھے گا وہ ہمارے حلقویت سے خارج ہے۔ ” ”

ہر شخص کو شریعت کی پابندی اور سنت کی اتباع لازمی ہے۔

دریجہ میں قاضی منیر عالم صاحب داراللہ جو زیادہ پابند اوقات نہ تھے۔ ان سے بطریق ہدایت ارشاد ہوا۔ ” ”منیر عالم نماز سے عبد و معیود کا امتیاز ہوتا ہے جس کی بیت مجموعی عبدیت کی عین تصویر ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو سرگموں ہے وہ بندہ ہے اور جس کے آگے یہ نکر گزتا ہے وہ خدا ہے اس لئے بندہ کو بندگی لازمی ہے۔ ” ”

ایک مرتبہ حضور انور منتی نادر حسین صاحب نگرانی کے مکان پر مقيم تھے۔ جمعہ کے روز بعد زوال کے آپ نے وضو کیا اور چار رکعتیں بستر کے قریب پڑھیں۔ اور ارشاد ہوا ” ”نادر حسین تم کو معلوم ہو گا کہ سنتیں پڑھ کر مکان سے جمعہ کی نماز کے واسطے جانا مسنون ہے۔ ” ”

” ” صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مسافت مسجد کو پیدل طے کرنے سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ ” ”

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم باگی پور میں خان بہادر مولوی سید فضل امام صاحب کے یہاں مدرس تھے۔ آپ نے جمعہ کے روز مسجد میں جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ خان بہادر نے ملازمین کو حکم دیا کہ پاکی تیار رہے۔ خدام نے عرض کیا کہ سواری کا انتظام نہ کرو حضور نماز جمعہ کے لئے پاپیادہ جاتے ہیں۔ اس لئے قریب کی مسجد میں انتظام کیا گیا۔ آپ جائے قیام پر جب واپس تشریف لائے تو فرمایا ”فضل امام تم نے تو اپنی محبت کا حق ادا کر دیا کہ ہم کو دور جانے نہ دیا مگر یہ تعصی ہوا کہ آج کی مزدوری کم ہو گئی۔“

”علماء کے گروہ میں یہ مسئلہ ہنوز تصفیہ طلب ہے کہ ہندوستان کو دارالحرب سمجھا جائے یا دارالسلام، اس وجہ سے نماز جمعہ کے وجوہ میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر اشخاص بعد نماز جمعہ کے چار رکعت ظهر کی پڑھ لیا کرتے ہیں۔ مگر یہ صریح شک ہے اور عبادات میں شک کی مبنیات نہیں یکسوئی ہوتی چاہیے۔“

اکثر حضور قبلہ عالم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ ”نمازو وقت پر لو اکرنا افضل ہے لور فرمانبرداری کی نشانی ہے۔ نماز میں عدم ادیر کرنا کائل کی دلیل ہے اور مالک کے حکم میں کائل عبدیت کے منافی ہے۔“

”جو شخص باوضور ہتا ہے قیامت کے دن وہ پر ہیز گاروں کی صرف میں کھڑا ہو گا۔“

”اعضاے و ضوقيامت کے دن نورانی ہوں گے۔“

”نمازو ہی ہے جو حضور قلب کے ساتھ ہو۔“

”نماز میں خضوع و خشوع لازمی ہے جس سے نمازو اتنی نماز ہو جاتی ہے۔“

”نماز مومنوں کی معراج ہے کونکہ ایک قسم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔“

”جس کا خیال جس قدر پختہ ہو گا اسی قدر اس کو حضوری کا لطف حاصل ہو گا۔“

”نمازو روح کی غذا ہے۔“

حافظ احمد شاہ وارثی سے فرمایا ”حافظ جی جس طرح چاشت اور اشراق کے پابند ہو اسی طرح شب کو نماز معکوس بھی ادا کیا کرو۔“

”جس کو یقین ہوتا ہے کہ حالت نماز میں خدا مجھ کو دیکھتا ہے اس کو ضرور مشاہد انوار

اٹی کا شوق ہو جاتا ہے اور جس کا شوق کامل اور طلب پختہ ہوتی ہے اس کو ہر ذرہ میں محظوظ کا جلوہ نظر آتا ہے۔"

"ایک ارادت مند نے عرض کیا" ہدہ نواز نفس بد کیش کی سرگشی کم نہیں ہوتی۔"
فرمایا "نماز تجدی کی نگمداشت میں ہوشیار نیند سویا کرو نفس مغلوب ہو جائے گا۔ کیونکہ نفس ہمیشہ غفلت کی نیند پسند کرتا ہے۔"

"ایک طالب خدا حلقہ بجوش نے عرض کیا کہ مجھ کو لباس فقر مرحت ہو۔ ارشاد ہوا
"ایک سال تک دن کو روزہ رکھو اور شب کو نماز غوئیہ پڑھا کرو۔ اس کے بعد آتا تبدیل جائے
گا۔"

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ حب معمول نہیں و ایشات کا ذکر کرتا ہوں۔ مگر وہ جو شیخ
پیدا نہیں ہوتا کہ گھر میں آگ الگا دوں ارشاد ہوا" آخر شب میں صلاوة العشق پڑھا کر و بقدر
ظرف جوش پیدا ہو جائے گا۔"

"ایک مولانا حضور انور سے عرض کرنے لگے کہ اب نماز خوفِ الہی سے نہیں ہوتی بلکہ
مد او مت کی وجہ سے اس کی عادت ہو گئی ہے لہذا ملتی ہوں کہ ایسی نماز چھوٹ جائے تو
اچھا ہے حضور انور نے مسکرا کر فرمایا مولوی صاحب استقامت پر اذکر امت و ضعداری اسی
میں ہے کہ مرتے دم تک پڑھے جاؤ۔" اس روز سے مولانا کو نماز میں ایک خاص اٹھ آنے
لگا۔ حتیٰ کہ جب انہوں نے اس دنیا نے پائیں اس سفر کیا تو نماز عشر کی دوسری رکعت میں
سر بجود تھے کہ واصل حق ہو گئے۔ گویا حضور انور کے ارشاد کے ناموجب کہ مرتے دم تک
پڑھے جاؤ انہوں نے مرتے دم تک ہی نماز پڑھی۔" (سمی الجارث)

"ایک صاحب حضور انور کی خدمت عالی میں بیعت کی غرض سے حاضر ہوئے جب مرید
ہو چکے تو حضور انور کے حکم سے شاہ فضل حسین صاحب وارثی سجادہ نشین حضرت شاہ
ولایت کی خانقاہ میں ٹھرائے گئے۔ اسی خانقاہ میں مسجد بھی ہے انہوں نے نماز نلکر اور عشر
قضا کر دی۔ تاکہ نماز کے لئے کما گیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور کسی طرح بھی نماز
پڑھنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ شاہ صاحب موصوف نے حاجی او گھٹ شاہ وارثی کو طلب

فرمیا اور کہا کہ نووارد مہمان صاحب نماز سے انکار کرتے ہیں۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب وارثی نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے نسایت سادگی سے جواب دیا کہ سنابے کہ جو شخص حضرت حاجی صاحب قبلہ کا مرید ہوتا ہے اس پر نماز معاف ہو جاتی ہے۔ اگر نماز ہی پر مریدی ہے تو میں کہیں اور بھی مرید ہو سکتا تھا۔ شاہ فضل حسین صاحب کو بے اختیار نہیں آئی۔ حاجی اوگھٹ شاہ صاحب ان کو حضور انور کی خدمت میں لائے اور واقعہ عرض کیا حضور انور نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا "اچھا اچھا تمن برس اور پڑھو پھر معاف ہو جائے گی۔ یہ سن کرو وہ شاد مسرور واپس آئے اور نسایت پاہند نماز ہو گئے۔ دن گئے گلے اور رابر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے رہے۔ ٹھیک تین برس میں ان کا انتقال ہو گیا اور ایک حکم سے مدت العری پاہند نماز رہے۔ زمانہ قیام بھٹکی میں جمعہ کا دن آیا تو آپ نے جمعہ کی نماز میں جانے سے قبل حاضرین کو جمعہ کے سائل بنائے ایک مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا "جو شخص پڑھا چکا کے نماز پڑھتا ہو تو نماز ہو جاتی ہے" انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں ضرور ہو جاتی ہے۔ (مشکوہ حقانیہ)

حضور آپ بہت جلد اور تھوڑے سے پانی سے کرتے تھے۔ وقت نماز پڑھنے کے تین بندسر سے مثل گھونگھٹ کے اوڑھ کر گلے سے ایک پیچ نکال لیتے۔ یوم جمعہ کو خط ہوا کر غسل فرماتے تھے۔

"پنج گانہ نماز اول وقت آپ نے ادا کی۔ نماز بہت اطمینان سے آپ پڑھتے تھے۔ نماز کھڑے ہو کر ہمیشہ آپ نے پڑھی۔ حتیٰ کہ دور کعت تجد کی بھی کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔ جب حضور بحدے سے سراخھاتے تو نیتو شاہ وارثی وغیرہ خدام بغلوں میں ہاتھ دے کر حضور کو کھڑا کر دیتے اور پکڑے کھڑے رہتے۔ ہر چند خدام عرض کرتے کہ حضور کو بہت ضعف ہے بیٹھ کر نماز ادا فرمائیں اس پر آپ بہت خغا ہوتے۔"

"چونکہ حضور کی تمام عمر شریف سیر و سیاحت اور سفر میں گزری۔ تین روز سے زیادہ آپ کہیں قیام نہ فرماتے۔ لذ اشر عا نماز قصر پنج گانہ خلوت میں ادا فرماتے۔ البتہ عیدین اور جمعہ کی نماز باجماعت مسجد میں حضور ادا فرماتے۔"

7

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور نماز بے خود ری قلب قبول نہیں ہوتی تو کیا ہم لوگوں کی نماز ہی میلاد ہے؟ آپ نے فرمایا "یہ خیال ہرگز نہ کرتا چاہئے" نماز بر لبر پڑھتا ہے اگر تمام عمر میں ایک بجھی بجھی قبول ہو گیا تو تمام عمر کی نماز قبول ہو جائے گی۔ (حیات وارث)

روزہ

روزہ جو اسلام کا فرض ٹکنیم ہے اور ایمان کا مہتمم باشنا رکن ہے۔ جس کا احترام حضور قبلہ عالم اس اہتمام سے فرماتے تھے کہ قبل رویت ماہ صیام مسجد میں چونا گردانی ہوتی تھی۔ کریم شریف سے حافظ عبد القیوم دارثی جن کا مشہور حفاظت میں شمار ہوتا تھا۔ ختم قرآن کے لئے آتے تھے۔ شرکت تراویح کے واسطے ارادت مندوں کو بتا کید حکم ہوتا تھا۔ روزانہ افطاری ہر خاص و عام کو تقسیم ہوتی تھی۔ کم از کم تیس مجلد اور فیضی قرآن مجید لکھنؤ سے منگوا کر نادار قرآن خوانوں کو عطا ہوتے تھے۔ خدام خاص کی خدمت میں آسانیاں کی جاتی تھیں۔ مقررہ خیرات جو روزانہ آستانہ پر تقسیم ہوتی تھی اس میں کافی اضافہ ہوتا تھا۔ قصبه کے بعض شرفا کو حاجت مندوں کے گھروں پر کھانا بھیجنے کا فرمان صادر ہوتا تھا۔ آخر عشرہ میں غرباً کو حسب حیثیت کپڑا تقسیم ہوتا تھا۔ عید کے روز علی الصباح دودھ اور سویاں بجورت لگکر تقسیم ہوتی تھی۔ اکثر مسائیں کو نقد بھی دیا جاتا تھا۔ اہل خدمت کو انعام ملتا تھا۔ مختصر یہ کہ رمضان البدک کا یہ خیر مقدم زبان حال سے ثابت ہے کہ حضور قبلہ عالم کو خاص دلچسپی تھی۔

ترغیب کے پیرائے میں صوم رمضان کے صفات و درکات سے بھی آگاہ کرتے تھے۔ چنانچہ اکثر ارشاد ہوا۔ "روزہ الی گرائ قدر عبادت ہے کہ روزہ دارہ دے کو خدا اپنے دوستوں میں شمار کرتا ہے۔"

"انسان حالت روزہ میں صفات ملکوتی سے موصوف ہو جاتا ہے۔ خدا کی عین رحمت ہے کہ ناقہ جو اس کے نعمت خانہ میں محبوب غذا تھی، وہ ہر سال اپنے بندوں کو تمیں روز مرحمت فرماتا ہے۔"

روزہ گناہوں کو مناتا ہے۔

روزہ رکھنے سے نفس مغلوب ہوتا ہے۔

روزہ روح کی غذا ہے۔

شوق سے روزہ رکھنا عاشقوں کی سنت ہے۔

روزہ رکھنے سے خدا کی محبت بڑھتی ہے۔

یہ بھی اکثر بطور ہمت افرزالی فرماتے تھے "ہم نے بھی ہر سوں روزہ رکھا ہے روزہ مرہ پانی سے اذیار کرتے تھے اور ساتویں روزہ کھانا کھاتے تھے۔ ایک مولوی صاحب سے فرمایا "شرب عشق میں روزے کی حقیقت صفت یہ ہے کہ ترک غذا کے ساتھ خواہش غذا اوساں اور لذت غذا کی تمیز اور احساس فتاہ ہو جائے۔" (سعی الحادث)

حج

حضور قبلہ عالم نے اپنے غلاموں کو کعبۃ اللہ کے شرف و اختصار سے آگاہ فرمایا اور چونکہ حج دنوں پر منقسم ہے حج عام اور حج خاص، اس لئے رہنمائے کامل نے ہدایت بھی اس تفصیل سے فرمائی کہ عام مریدین کو انسیں صفات کعبہ اور برکات حج سے خبردار کیا جوان کے فہم و خیال کے حسب حال تھا اور خاص مریدین کے واسطے مناسک حج کی جا آوری مشرود طبہ ریاضت و مجاہدت گردانی جو شرب عشق کا عین اصول ہے۔"

چنانچہ اکثر آپ نے ترغیب کے لئے نوآموز ارادت مندوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔ "جس نے صدق و خلوص سے حج کیا اس کا ایمان کامل ہے۔"

"حج چند امتحانات کا مجموعہ ہے جو اس میں ثابت قدم رہا اس کا خدا کے دوستوں میں شمار ہوا۔"

"جس نے خدا کے بھروسے پر حج کیا اس کی امداد غیر سے ہوتی ہے۔"

جب کوئی عام مریدین سے حجیت اللہ کے لئے اجازت کا طالب ہوتا تو سرکار عالم پڑاہ فرماتے "جاویہ کام بھی ضروری ہے۔"

"مجبت کا تقاضا یہ ہے کہ مظلوب کی راہ میں اگر تکلیف بھی پیش آئے تو راحت سمجھے" کسی سے بھورتتا کیا یہ حکم ہوتا تھا" طائف بھی جاؤ گے۔" کسی سے فرمایا" حاج عمرہ کرنے میں بہت کوشش کرتے ہیں۔" کسی سے فرمایا" میزاب رحمت کا پائی گناہوں کو دعویٰ تا ہے۔ اگر بارش ہوتی ہے تو حاج اس کے نیچے کھڑے ہو کر نماز ہیں۔"

کسی سے یہ دریافت فرمایا" ہاؤ کعبہ کے اندر کیا دیکھا؟۔"

بعض مخصوص مریدین سے فرمایا" حاجی وہ ہے جس پر حقیقت حج منکشف ہو جائے۔" ایسے ہی مریدین سے فرمایا" خانہ خدا کی زیارت کا شوق تو سب کو ہے مگر صاحب خانہ کا متلاشی بزار میں ایک ہوتا ہے۔" آپ اکثر مولانا کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

حج زیارت کر دن خانہ یاد

حج رب المیت مردانہ یاد

"کعبہ مقصد زوار ہے اور دل مہبہ انوار۔" (سمی الحارث)

زکوٰۃ

بڑا خیل ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتا۔

جس مال کی صدق دل سے زکوٰۃ کی جاتی ہے خدا اس کے مال کا نمانہ ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرنا کفر ہے۔

کبھی متبسم بیوں سے ارشاد ہوا کہ زکوٰۃ بڑے نفع کی تحدیت ہے کہ ایک روپیہ کے عنف میں خداوس روپیہ اور بعض مواقع پر ستر روپیہ دیتا ہے۔

ایک متعدد پرستار داری نے ارادہ کیا کہ میں کچھ روپیہ زکوٰۃ کے ہام سے منجانب سرکار عالم پناہ خیرات کروں۔ جب آپ نے یہ سناتو اس مختصر غلام سے فرمایا کہ "تم کو معلوم ہے کہ زکوٰۃ صاحب انساب اس مال یا روپیہ کی دیتا ہے جو سال بھر سے اس کے ملک میں ہو اور جو کسی چیز کا، لکھنہ ہو اور جس نے روپیہ کا چھوٹا ترا م سمجھا ہو وہ زکوٰۃ کس چیز کی دے گا۔"

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "مشرب عشق میں زکوٰۃ کی تعریف یہ ہے کہ جو چیز حلق سے

فرود ہو جائے وہ اپنی تھی اور جو باتی رہے سب زکوٰۃ ہے۔"

یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ "بعض مشائخ نے بقدر ضرورت اسباب معيشت اپنے صرف رکھا ہے۔ مگر عشاق کا طریقہ یہ ہے کہ فتوحات کو فوراً تقسیم کر دیتے تاکہ رات کو وہ خالی ہاتھ ہوں اور کسی چیز کے مالک نہ رہیں۔"

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم غشی تفضل حسین صاحب داری و کل اہو کے مددن تھے۔ عمر کے بعد وکیل صاحب موصوف کے ہمراہ ایک مقندر شخص حاضر خدمت ہوئے۔ قدم پوسی کے بعد وکیل صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ میرے دوست ہیں مگر خدا کے بڑے دیانت دار بندے ہیں باوجود اس خوشحالی کے نہ کھاتے ہیں نہ کھلاتے ہیں۔ خدا کی دی ہوئی دولت کی شب دروز گرانی کرتے ہیں۔ سرکار عالم پناہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "تم سود تو نہیں کھاتے اور زکوٰۃ دیتے ہو۔ آنہوں نے دوست بر عرض کیا کہ آپ کی عنایت سے سود کو حرام جانتا ہوں اور زکوٰۃ کو قبالت حرام نہیں دیتا ہوں مگر مساکین سے سلوک کرتا ہوں۔

ارشاد ہوا کہ "شریعت میں انتظام لازمی ہے حساب کر کے زکوٰۃ دیا کرو۔ سوتے وقت ایک سو پچاس مرتبہ لَإِلَهٌ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي أَكْثَرُ مِنَ الظَّالِمِينَ پڑھ لیا کرو۔" وکیل صاحب نے نہ کر عرض کیا حضور وہ مثل صادق آئی کہ نماز چھڑانے گئے تھے روزے گلے پڑے۔ آپ نے فرمایا۔ "ہنسنے کیا ہو تم بھی تو باتا عده زکوٰۃ نہیں دیتے۔ وکیل صاحب نے سر گنوں ہو کر عرض کیا کہ واقعی قصور دار ہوں، لیکن آپ دریافت فرمائیں کہ میں عرصہ سے دس میں روز تک کے واسطے چالیس روپیہ کامال نہیں ہوا۔"

سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ "تم ایسے محتاج ہو۔" عرض کیا آپ کے کرم سے محتاج نہیں ہوں۔ آج بھی چار پانچ سو مینے کا خرچ ہے۔ لیکن پانچ سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ اسٹیشن پر آپ نے میرے بے شکے اخراجات کو دیکھ کر سرسری طور پر فرمایا تھا کہ "تفشل کرن کو بھی کوڑی نہ رکھیں گے۔"

جب سے حضور کے اس ارشاد کی تعلیم کرتا ہوں کہ روز کی آمدی روز صرف ہو جاتی ہے۔ اتفاق سے اگر روپیہ کبھی زیادہ آ جاتا ہے تو کچھ دنوں اس کا تحویل دار رہتا ہوں اس لئے

زکوٰۃ ہے کی نہ بھی حیثیت ہوئی اور آپ کا کرم شامل حال ہے تو انشاء اللہ بھی نہ ہو گی۔
حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ تنفل حسین اب اگر کسی دن زیادہ روپیہ آجائے تو وہ بھی
باتی نہ رہے اسے بھی صرف کر دیا کرو۔ رکھنے سے ہاتھ کالے ہوتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں
خالی ہاتھ آئے تھے اسی طرح خالی ہاتھ رات کو سویا کرو۔ جس کو خدا سے محبت ہوتی ہے وہ مال
دولت سے نفرت کرتا ہے۔"

وکیل صاحب نے قدم بوس ہو کر بمحال ادب عرض کیا کہ آپ نے توفیق مرحت
فرمائی تو آج سے یہی کروں گا۔ لیکن ایک بھکڑا اور ہے۔ میرے پاس ہمیشہ سے تین بھس ہیں
جس میں روزانہ مغیدر قم ڈالتا ہوں اس کو بھی چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ کیسے اور کس کام
کے واسطے ہیں؟" عرض کیا ایک بھس کاروپیہ ۱۲ رینج الاول کو خرچ ہوتا ہے اور ایک بھس
کا عشرہ محروم میں صرف کیا جاتا ہے۔ اور ایک بھس حضور کی تشریف آوری پر کھولا جاتا ہے۔
سرکار عالم پناہ نے فرمایا "وہ دونوں بھس توبہ ستور ہیں، لیکن جو بھس ہماری مہمان
داری کے واسطے رکھا ہے اس کو اٹھا دو۔ اگر تم کو روٹی نصیب ہو گی تو کھلا دیتا ورنہ تمہارے
ساتھ ہم بھی فاقہ کریں گے۔"

ایک دفعہ حاجی عباسی علی شاہ صاحب دارثی نے عرض کیا کہ گزشتہ جمعہ کو مولوی
صاحب نے زکوٰۃ کے ایسے صفات بیان کئے کہ میرے آنسو اس خیال سے نکل آئے کہ
میرے پاس بھی اگر روپیہ ہوتا تو میں بھی زکوٰۃ دیتا۔ آپ نے فرمایا تمہاری بسر اوقات کیوں کر
ہوتی ہے؟ شاہ صاحب نے کہا کہ حسب الحکم پہنچ پور کی مسجد میں رہتا ہوں۔ اہل محلہ روٹی
دے جاتے ہیں وہی کھالیتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ روٹی اگر ضرورت سے زیادہ آجائی ہے تو اس کو
کیا کرتے ہو؟ عرض کیا وسرے روزوں کو کھالیتا ہوں۔ سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ آج سے
اس کی پابندی کرو کہ مغرب تک جو روٹی آئے وہ کھالیا کرو اور جوچ جائے یا بعد مغرب کے
آئے وہ اسی وقت خیرات کر دیا کرو اسی کو زکوٰۃ سمجھو۔

ایک مرتبہ لکھنؤ کے قیام میں حضور قبلہ عالم کی قدم بسی کو ایک ایسے غیر معروف
تجدد پوش حاضر ہوئے۔ جن کو پہلے نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ

میرے بجزہ کا قتل توڑ کر کوئی سب سامن لے گیا۔ ارشاد ہوا کہ تم نے سامن رکھا کیوں؟ آج سے جو ایک جبجد اور کبل کے اسباب دنیا میں سے کوئی چیز نہ رکھنا۔ چور بھی نہ آوے گا اور خادم کو حکم دیا کہ ایک جبجد اور ہمارا کبل لے آؤ۔ فوراً خادم نے حاضر کیا۔ آپ نے وہ جبجد اور کبل شاہ صاحب کو دے کر خست کیا۔

باہر آخر شاہ صاحب نے وہ تہجد باندھ لیا اور اپنا تہجد کھول کر ایک محاج کو دے دیا اور ایک گھری میں کچھ چیزیں تھیں وہ بھی تقسیم کر دیں۔ صرف سر کار عالم پناہ کا دیا ہوا کبل لے کر روانہ ہو گئے۔ ”(سمی الحادث)

توحید

”یہ اکثر مریدین اور معتقدین ہی سے نہیں بلکہ دیگر بزرگوں سے بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ”هم اور تم ایک ہیں ہیں۔“

”ہمارے یہاں بھروسی، عیماں اس بندہ بھروسے کوئی بذا نہیں۔ خدا آسمان پر نہیں ہے۔ ہم تم میں چھپ کر سب کو دھوکے میں ڈال دیا۔ میں ایک صورت پکڑے رہو خدا مل جائے گا۔“

اس ارشاد پر حاجی او گھٹ شاہ وارثی نے حضور انور کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا۔

”یہی صورت پکڑ لے۔“ فرمایا نہیں کوئی صورت ہو۔ جب سب ایک ہیں تو یہ اور وہ کیا سب میں خدا ہے، کوئی صورت ہو۔ انا الحق سب پکارتے ہیں اور فنا فی اللہ بھی ہونے کو موجود ہیں مگر انہا الشیطان اور انہا الیزید کوئی نہیں بتاتا یہ بات مشکل ہے۔ مسجد، مندر، گرجا میں جہاں جائے سوائے ایک شان کے اور کچھ نہ دیکھے۔“ (مشکوہ حقانی)

موحد ہے تو مدحت اور نعمت کو بر لبر جانے۔

جس نے حق کو حق کے ذریعہ سے تلاش کیا اس کی توحید صحیح ہے اور جس نے حق کو نفس کے ذریعہ سے تلاش کیا اس کی توحید ناقص ہے۔ توحید علم سینہ ہے جس کی سفينة میں چنجائش نہیں کیونکہ توحید نہ تقریر سے ادا ہو سکتی ہے نہ تحریر میں آسکتی ہے۔

حقائق تو حید کا اکٹھاف موحد کی نیازمندی سے ہوتا ہے۔ موحد وہ ہے جس کے دل سے مساوات اللہ کا خیال بخوبی ہو جائے۔ جس نے جملہ و اورات و اتفاقات کا فاعل حقیقت نہ کرو جائے۔ موحد ہے۔ جو مسجد میں ہے وہی مندر میں ہے۔ نام کا فرق ہے درستہ انتظام بخوبی ہے۔ خبر و شرای کی جانب سے ہے مگر تصدیق اس کی خلکل ہے۔

”خداتم میں ہے مگر تم دیکھ نہیں سکتے۔“

”تو حیداب نکلے سیر ہو گئی ہے۔“

”اسرار تو حید سے خردوار ہو تباہت مشکل ہے۔ سب سے زیادہ جو تم سے زدیک ہے اسی کو تم سب سے زیادہ دور سمجھتے ہو۔“ بعض صداق نحن اقرب الیہ من جبل الورید“ رب اور رام حقیقت میں ایک چیز ہے۔“

”دو بدھانے رہے تو مندر، مسجد میں ایک ہی جلوہ و کھانی ہے۔ خداوند عالم کو جب اپنی صفات کا ظاہر کرنا منکور ہو ا تو عالم کو منکرہ تکمیر میں لا یا لورا پنا تکمیر منکور ہو ا تو آدم کی تخلیق فرمائی۔“ (سعی الحارث)

تصدیق

حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا ”مذینہ شریف کے راستے میں ایک مولوی صاحب بذریعہ کرتے تھے۔ ان اللہ مع الصابرین دو پر کو جب ہو اگر م ہوئی تو مولوی صاحب گھبرائے۔ پانی ان کے پاس ختم ہو چکا تھا اس وقت ہم نے کہا ان اللہ مع الصابرین مولوی صاحب خفا ہو گئے۔ بس زبان سے کہتا اور بات ہے اور دل سے تصدیق اور چیز ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ”مکہ محظہ میں ایک مولوی صاحب نحن اقرب الیہ من جبل الورید کا وعظ بہت کما کرتے تھے۔ ان کے پاس معمولی ایک فرد تھی۔ اس میں سردی معلوم ہوئی۔ ہمارے پاس دو کمبل تھے وہ شب کو ایک کمبل مانگنے کے لئے ہمارے پاس آئے ہم نے کہا نحن اقرب الیہ من جبل الورید سے نہیں مانگتے“ اس کے بعد سر کارنے فرمایا ”زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک کہ دل تصدیق نہ ہو۔“

”تھدیق ہزاروں میں ایک کو ہوتی ہے ہر شخص کا حصہ نہیں پھر اس کی بھی کتنی صورتیں ہیں زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا۔“

”اپنے میں جو سانس چلتی ہے کسی ذات ہے۔ بس تھدیق مشکل ہے۔ وہی ان فرمکم افلا جبڑوں جو اس کو سمجھ گیا تو تھدیق ہو گئی۔“

”آدمی جب تک عشق میں کافر نہیں ہوتا، مسلم نہیں ہوتا۔ صاحب توجید ہونا آسان ہے صاحب تھدیق ہونا مشکل ہے۔“

”جس کو یہاں تھدیق نہیں کعبہ جا کر کیا کرے گا؟ وہاں جا کر سوائے پتھر کے اور کیا دیکھے گا۔ خدا تو ہر جگہ ہے کعبہ تو صرف جنت ہے۔“

”محبت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا جب تک دلی تھدیق نہ ہو۔ نماز، روزہ اور ہے تھدیق اور ہے اگرچہ تھدیق مانع صلوٰۃ نہیں مگر حالت ضرر میں قابل لحاظ ہے۔“

کتابیں پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہے تھدیق اور چیز ہے۔ ”جو تھدیق کے ساتھ ”یاساط“ پڑھتا ہے وہ تنگ دست نہیں رہتا۔“ (مشکوٰۃ حقانیہ)

”تھدیق ہی ایمان ہے۔ جس کو تھدیق نہیں، اس کا ایمان نہیں۔“

(وسیلهِ عشق)

یقین

”عاشق کا محبوب کی یاد میں دم نکلتا ہے اور بعد مرگ عاشق اپنے معشوق کی صورت میں ہوتا ہے۔ عاشق کو کسی سے واسطہ نہیں ہوتا۔ جس سے عشق ہے وہی اس کے لئے سب کچھ ہے۔ اکثر عشق کی راہ چلنے والوں نے کہا ہے جیسے ملک محمد جائیں
جا کے ہاتھ ہوئی اس کی لی
سوراچہ اور تا کی دلی

”معشوق کے ملنے نہ ملنے سے واسطہ نہ رکھے جو دل میں ساگیا ہے اس پر قائم رہے۔“
غرض و مطلب جو محبت ہے وہ ایک آتش جگر سوز ہے جس کو عشق کہتے ہیں ایک بے اختیار چیز

ہے اس کی کوئی تدریس نہیں ہے۔ کب سے اس کو کوئی تمدن ہے۔ یہ ایک آگ ہے جس کے دل میں پیدا ہوئی بدن پھوڑنے کے وقت اس کی صورتِ مشوق کی ہو گی۔ نہیں افرب سمجھے پچھے ہو کر خدا سب میں موجود ہے۔ خور کرو اور یاد رکھو کہ اقرار و قبولیت کے دو طبقے ہو مرد و عورت کے درمیان ہوتے ہیں اس اقرار کا عورت کتنا اعتقاد کرتی ہے کہ مرد ہزار کوں پر بھی سندھ کے پار ہوتا ہے تو بھی نہیں کہو لی اور مرد بھی اپنی بیوی کو نہیں کہو لتا اس کی طرف دل لا گا رہتا ہے۔ جس صورت سے بھی ممکن ہو اس کی خبر لیتا ہے۔ صرف چند الفاظ اقرار و قبولیت پر وہ عورت تمہاری کھلائی ہے اور تم اس کے شوہر کہلاتے ہو۔ ایک ساعت کے لئے تم دونوں ایک دوسرے سے غافل ہوتے نہیں پھر بھلا غور کرو کہ جس خدائے جنگ کل نے بمصدق خلق آدم علی صورتہ، اپنی صورت پر تم کو بہایا اور روز ازل الست بربکم کا خود اقرار کیا اور تم نے بھی جواب میں بلی اکہ کہ اقرار کیا۔ اب تم میں اس نسبت کے سوا جو حقیقی اور پوشیدہ ہے یعنی اقرار توحید، اس اقرار پر اتنا بھروسہ اسما ہونا چاہئے، جتنا عورت اپنے شوہر پر کرتی ہے اور حاضر دعائیں اس کو اپنا جانتی ہے۔ یہ کس قدر وسیع اور بلند درجہ ہے کہ خدائے قدیر نے اپنی صورت تم کو عطا فرمائی اور خود ہی رب ہونے کا اقرار کیا اور تم نے بھی بعد گی کا اقرار کیا۔ اپنا نام رزان بھی رکھا پھر بھی تم کو شک ہے اور یقین کلی نہیں ہوتا۔ اتنا بھی بھروسہ اس نہیں جتنا عورت کو اپنے شوہر پر ہوتا ہے۔“

یقین اعتقاد کی روح ہے۔ جس میں یقین کی کی ہے۔ اس میں اعتقاد کی کی ہے۔

جن کی نظر دوست پر ہے ان کا کوئی دشمن نہیں۔

خدا پر بھروسہ کرو تو وہ خود تمہارا سامن کرتا ہے۔ (اور اکثر اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا) اگر کوئی اپنی تدریس کرتا ہے تو وہ علیحدہ کھڑے ہو کر سیر دیکھتے ہیں اور پھر کچھ نہیں ہوتا۔ ہزار کوں سے خاوند اپنی بیوی کی فکر رکھتا ہے (دل کی جانب اشارہ فرمائی) جو تمہارے اندر ہے وہ فکر نہیں کریں گے؟

”جس دل میں یہ رہے کہ دیکھیں یہ کام ہو کہ نہ ہو وہ کام نہیں ہوتا کیونکہ وہ دو بدھا میں پڑا ہے۔ نہیں بدهی یہ کچھے کہ ضرور ہو گا۔“

اپنا باتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے چاہے مر جائے۔ خدا سے بھی نہ کرتا چاہے کیسی ہی تکلیف ہو کیا اللہ نہیں دیکھتا۔ کسی عورت کا شوہر اگر ہزار کوس پر بھی ہو تو وہ اپنی بیوی کی خبر رکھتا ہے اور اللہ تو اپنے پاس ہے کیا وہ نہیں دیکھتا۔“

جو شخص اپنی تدبیر لور کوشش کرتا ہے اللہ میاں اس سے علیحدہ رہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ خود ہی کرتا ہے۔ لور جو اللہ کے بھروسے پر بیٹھ جاتا ہے اس کو بھروسائی کی ذات کا ہوتا ہے تو خدلوند کریم اس کا کام کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ حفاظیہ)

تسلیم و رضا

”تسلیم و رضا حضرت ملی ملی قاطر“ اور دو توں صاحبزادوں کا حصہ ہے تسلیم و رضا مشکل بہت ہے اس کو سب نے چھوڑ دیا ہے۔

یہ ملی ملی قاطر سے ہے تسلیم و رضا انہیں سے ہے۔

مشائخن عظام کے طریقوں کے متعلق فرمایا کہ وہ طریقے انتظائی ہیں اگر انتظام نہ ہو تو سب کھیل بجو جائیں سب ایک ہی سے ہو جائیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رضائے معشوق کے لئے تمام خاندان میدان کر بلائیں شہید کر دیا۔ کوئی کیا سمجھ سکتا ہے رمز عاشقی و معشوقی۔

ایک دفعہ حضور انور نے نادر حسین صاحب سے فرمایا ”نادر حسین اس وقت ہوا نہنڈی چلتی ہے۔“ انہوں نے عرض کیا ہیں۔ تراب علی صاحب نے کہا کہ ان دا ہون کو ایسی گرم ہوا چلتی ہے کہ تمام فصل خریف بھرم ہو گئی۔ یہ سن کر حضور انور نے لرشاد فرمایا ”تم کیا جانو معشوق کی دی ہوئی تکلیف کیسی میر ہوتی ہے۔“

ایک زمانہ میں دیوبہ شریف میں طاعون شروع ہوا۔ لوگ بستی چھوڑ کر باہر چلے گئے جب حضور کو اطلاع ہوئی کہ لوگ بھاگ رہے ہیں تو آپ فرماتے تھے۔ ”خدا ہر جکہ موجود ہے بھاگ کر کمال جائیں گے کیا وہاں خدا نہیں ہے۔“

ایک روز چند معتدر اور مقرب غائب وارثی نے مجتمع ہو کر بعد اصرار عرض کیا کہ

ہماری خاطر سے آپ مکان تبدیل فرمائیں۔ اس وقت مجسم بیوی سے آپ نے ارشاد فرمایا
”کہ ہم جانتے ہیں کہ اطباء کا یہی خیال ہے اور تم محبت سے کہتے ہو۔ مگر یاد کی بھی ہوتی
ہماری سے ذرنا اور بھاگنا غیرت عشق کے خلاف ہے۔ بھتھ اقتضائے محبت یہ ہے کہ فشائے اُٹی
کے آگے سر گھول رہے۔“ بقول

مرسلیم خم ہے جو مزان جبار میں آئے۔

(مشکرۃ حقانیہ)

”تلیم و رضا جب ہے کہ شر کو بھی خیر سمجھے۔ اور خیر تو خیر ہی ہے اور تکلیف بھی عاشق
و محتوق کاراز و نیاز ہے۔“

”تلیم و رضا اہل بیت کے گھر کی لوڈی ہے۔ تلیم و رضا اہل بیت کے گھر کی حیز
ہے۔“

تلیم و رضا کا مرتبہ مل مل قاطمہ نے اپنے بیلا جان سے بیا اور حسین بن علی کی دساخت سے جس
کا جس قدر حصہ ہے وہ اس کو ملتا ہے۔

جس طرح تلیم و رضا کا بہت بڑا مرتبہ ہے اسی طرح میدان میں ثابت قدم رہتے ہیں
مشکل ہے اور بڑے مردوں کا کام ہے۔

منزل تلیم و رضا میں جان دینا معمول بات ہے مگر اف کرنا بھی رضا کی شان کے خلاف
ہے۔

رضا و تلیم کے کوچہ میں جس نے قدم رکھا اس کا اختیار سب ہوا۔ مشرب تلیم و رضا
کا مسلک لور ہے مشائخ کا طریقہ اور ہے۔ ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتقام حرام
اور رضاۓ شاہد حقیقی کے آگے سر تلیم خم کرنا فرغ نہیں ہے۔

ایک دفعہ صفائی پور میں حضور کے خدام سے اور صفائی پور کے چند ہندو نوجوانوں سے
بکرار ہو گئی یہاں تک گفتگو بڑھی کر لازمی ہو گئی اور اس لازمی میں فیضو شاہ صاحب و مارٹل
کا سر مجردح ہو گیا۔ جب وہ مگر پہنچے اور وہاں کے خاص دعاء میں فیضو شاہ صاحب و مارٹل بکرا خم
دیکھا تو سب کو اشتھان ہوا اور آملوہ ہو گئے کہ صفائی پور کو تباہ و بد بال کر دیں مگر حضور نے سب کو

بہاکید ممانعت کی، اور بیخود شاہ صاحب سے فرمایا کہ صبر کر واللہ کوئی منظور تھا۔

ای عرصہ میں صفائی پور کے دو محمر اور خوش حال ہندو حاضر خدمت ہوئے اور اپنی پگڑی حضور کے قدموں میں رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر ایک پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور دیساتی لجہ میں عرض کیا "بیلادیا کرو لڑکوں نے کرم ناس کیا اپنی کرپا سے تم معاف کر دو ان کا جنم اکارت نہ جائے۔ حضور قبلہ عالم نے فرمایا آنسوؤں نے تو ہمارا کوئی قصور نہیں کیا اور اگر کرتے یا ہم کو بھی مارڈا لتے تو بھی ہم معاف کر دیتے۔ کیونکہ ہمارے دادا نے اپنے قائل کو پہلے شربت پلایا ہے اور ہمارے ندھب کی یہ تعلیم ہے۔" والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله يحب المحسنين " اور ہمارے نزدیک تو لڑائی تھی نہ جنگڑا سبلکھ یار کی ادو نہ ز کا ایک کرشمہ تھا جو ہو گیا اس میں نہ کسی کا قصور ہے نہ معافی کی ضرورت اور اگر تمہدی یہی خوشی ہے تو اچھا ہٹھو۔ معاف کیا اور خادم کو حکم دیا کہ ان کو تمہندا اور مشحوناً دے دو۔ یہ کریمانہ شان دیکھ کر دونوں کو جوش ہوا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مہدا جاب ہم کو چیلا بھی کر لو۔ تو آپ نے دونوں کو استغفار پڑھوا کر مرید کیا۔ پھر انوں نے عرض کیا اگر دادا کوئی بخیر بھی ہما دو حضور نے فرمایا کہ "بر ہم کو پہچانو اور پتھر کو نہ پوچتا اور جھنگلے کا گوشت نہ کھانا۔" (معنی الحدیث)

بیعت طریقت

"حضور انور کا بیعت کرنے کا طریقہ عام یہ تھا کہ "استغفرالله من کل ذنب و اتوب الیه" پڑھا کر یہ کملواتے تھے "ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا چین پاک کا خدا اور رسول کا۔" مستورات کو بیعت کرتے وقت آپ دست مبارک نہیں دیتے تھے۔ احرام شریف کا دامن دیتے تھے اور حضرت سیدہ القسانہ کا اسم مبارک بھی زبان فیض ترجمان سے لیتے تھے۔ مستورات کو بیعت فرماتے وقت خصوصیت سے من پھیر لیا کرتے تھے۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ اہل ارادوت کے رجوع پر یہ فرمایا کہ تم مرید ہو گئے متعدد حلقة بجوش ایسے ہیں جو بذریعہ خط کے خواستگار بیعت ہوئے اور آپ نے ان کی استدعا قبول فرمائی ایک مرتبہ آپ کے فقیر حاجی او گھٹ شاہ وارثی نے کسی کا ایک منظوم عریضہ پیش

کیا بس میں دست کی استدعا تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ”اگر محبت ہے تو مرید ہیں“
بھض نے عالم رویا میں دست کی اور یہ واقعہ عرض کیا تو جناب حضرت نے اسی دست کو
قامہ رکھا۔

حضور قبلہ عالم کے اصرفات باطنی کی یہ شان بھی دیکھی ہے کہ آپ نے گزشتہ ان
ماہینے کی ارادت ان کے دربار کی استدعا پر اکثر قبول فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ
سیدنا مدحود ارشاد مسابب وارثی متولی متفاقات گیانے عرض کیا کہ میرے خاندان میں ایک لی
لی۔ سبب بعد صافت حاضری سے قاصر ہیں مگر یہ دست کی تمنا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ ہیں
رہیں۔ ہم نے مرید کر لیا۔ ”شاه صاحب موصوف نے یہ نہایت دیکھی تو بُجھی ہوئے کہ
میرے لاکوں کو بھی مرید کر لیا جاؤ ارشاد ہوا۔“ اچھا سب کو مرید کر لیا۔ ”جب دریائے
فیض کا یہ جوش دیکھا تو موصوف نے دست بستہ عرض کیا کہ میرے بزرگان ماہینے کو بھی
داخل دست فرمائیے۔ آپ نے متبسم لوں سے فرمایا ”اچھا سب کو مرید کر لیا۔“

علیٰ ہذا ایک مرتبہ قاضی منیر عالم صاحب مختار در بحث و نظر نے عرض کیا بجھ کو تو شرف
غلامی نصیب ہوا اگر میرے آبا اجداد اس نعمت سے محروم ہیں آپ نے فرمایا ان کو بھی مثل
اپنے ہمارے مرید سمجھو۔ قاضی صاحب نے یہ شفقت وارثی دیکھی تو نہندگی ہوئے کہ میرے
خاندان میں جو پیدا ہوں وہ بھی کل جماعت وارثی میں آجائیں۔ ارشاد ہوا۔ منیر عالم محبت سے
سب ہو سکتا ہے۔ اچھا ان کو بھی مرید کر لیا۔“

ایک مرتبہ میلہ کارنگ میں چند معتقدین نے یہی وقت حاضر خدمت ہو کر حصول
شرف یہ دست کی استدعا کی جناب حضرت نے تین چار ارادت مندوں سے اقرار اطاعت لے
کر داخل دست فرمایا۔ اس کے بعد ایک طالب کا ہاتھ پکڑا تو فوراً چھوڑ دیا اور مسکرا کر فرمایا
”اب یہ دست کی کیا ضرورت ہے تم کو توروز ازال سے محبت ہے۔“

مولوی محمد احسن صاحب بالکل پوری جو محترم اور نہایت مقتندر شخص تھے۔ بجمال خلوص
اور بـ شون ارادت ہمیشہ حاضر خدمت ہوتے رہے مگر سرکار عالم پناہ نے ان کو مرید نہیں
فرمایا۔ آخر مولوی عبدالکریم صاحب نے سنارش کی تواریخ ہوا کر یہ دست کی کیا ضرورت

ہے۔ ان کو توازل سے ارادت و محبت ہے۔ اگر بھی خوشی ہے تو آہاتھ پکڑو۔” (معنی
الدرث)

باندہ میں دو دوست تھے جنہوں نے عذر کر لیا تھا کہ ہم دونوں ایک یا ڈرگ کے
مرید ہوں گے۔ حضور انور باندہ تشریف لے گئے تو وہاں دونوں میں سے ایک موجود تھا وہ
دوسرے باہر گیا ہوا تھا۔ جو باندہ میں موجود تھا۔ حاضر خدمت ہوا۔ حضور انور کو دیکھ کر اس کو
کمال درجہ کی ارادت ہو گئی۔ لیکن اپنے دوست کے وعدہ کی وجہ سے مجبور رہ اور بہت رو تارہ۔
حضور نے اس ارادت مند سے کما چلباہر بیٹھو۔ تھوڑی دیر کے لئے آپ نے تکلیف کیا۔ پھر
آپ نے اس شخص کو بلا کر کما کر فلاں شخص جو تمہارا دوست ہے وہ مرید ہو گیا۔ اب تم کس
سوچ میں ہو۔؟ آخر وہ مرید ہو گیا۔ جب مگر پہنچا تو وہ تین گھنٹے رات گزرے۔ اس کے
دوست کا تاریخ آیا کہ میں حضرت امام الاولیاء حضور ولادت پاک سے مرید ہو گیا ہوں۔ غالباً
حضرت باندہ تشریف لے گئے ہوں۔ فوراً تم بھی مرید ہو جانا۔ وہ کمال جوش میں
روتا ہوا پھر حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ آپ ہاتھ پکڑنے کی شرم رکھئے گے۔ آپ
نے فرمایا محبت ہے تو سب کچھ ہے۔ لا کھ کوس ہو تو بھی نزدیک ہے۔” (معنی الحقائق)

”بعبئی کے سینہ عبد الرحمن صاحب نے خواب میں حضور کی بیعت کا شرف حاصل
کیا۔ وہ جب حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور انور نے سینہ عبد الرحمن صاحب
کو دیکھتے ہی فرمایا۔ کہ تم مرید ہو چکے ہو اس قدر دور دراز سفر کی یا ضرورت تھی۔“

باندہ میں ایک شخص نے بڑی تمنا خالہر کی تھی کہ وہ حضور انور سے مرید ہونا چاہتا تھا۔
لیکن جس وقت حضور انور باندہ تشریف لے گئے تو وہ موجود نہ تھا اس کے اشتیاق کی وجہ سے
لوگوں نے مزید باندہ میں تحریر کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا ”اب ہم نہیں تحریر کئے تو وہ
مرید ہو گیا۔“ چنانچہ جب وہ شخص واپس آیا تو اس نے تھیک وہی تاریخ اور دن مکایا جب حضور
انور نے فرمایا تھا کہ وہ مرید ہو گیا اور بتایا کہ مجھ کو خواب میں حضور سے بیعت فصیب ہوئی۔

ایک صاحب متوجہ گوپا منہ حضور انور کے سخت مقابل تھے۔ ان سے ایک صاحب نے
کہا کہ حضور انور آتے ہیں تم کو ان سے ضرور ملنا چاہیے۔ انہوں نے کہا میں ایسے فقیروں سے

نہیں ملتا اور بھی پندرہ الفاظ زبان سے نکل گئے جیسے اسی وہ شخص اپنے مکان پر لے گیا۔ نہایت شدت سے درد شکم میں بستا ہو گیا۔ اسی وقت ایک طبیب بلا یا گیا۔ انہوں نے ہر چند دفعہ کی تدبیریں کیں مگر سود مندنہ ہو نہیں۔ اس شخص نے سمجھ لیا کہ اب موت آگئی۔ اسی بے چینی اور بے قراری کی حالت میں کچھ غفلت سی ہوئی تو دیکھا کر عالی شان مسجد ہے۔ جس میں بزرگان دین کا مجتمع ہے اور سب نماز سنت لو اکٹھانے کے بعد کسی انتظار میں خاموش ہیتھے ہیں۔ اتنے میں وہ سب بزرگ ایک بزرگ کا استقبال کر کے اندر لائے۔ ان بزرگ نے نماز سنت ادا کی اور پھر فرض پڑھائے۔ اس شخص نے دیکھا کہ وہ حضرت حاجی صاحب قبلہ تھے۔ وہ شخص قدم بوس ہوا اور درخواست بیعت کی تو آپ نے بیعت فرمایا۔ اس وقت وہ شخص اپنے خیالات باطلہ سے تائب ہوا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور انور نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا دوبارہ مرید ہو گے وہ بڑھ کر قدم بوس ہوا اور اپنی گزشتہ بے اولی پر انہمار نہ امت کیا تو حضور انور نے متبسم آمیز لججہ میں فرمایا تمہاری خطانی میں تمہاری آنکھوں کا قصور ہے۔“

ایک شخص خواب میں حضور انور کا مرید ہوا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ خواب کی بیعت جائز نہیں کسی بزرگ سے ہو جاؤ اس نے ارادہ کیا تو آپ نے پھر خواب میں مرشد فرمایا کہ تم مرید ہو چکے ہو اب کوئی ضرورت نہیں۔ اس کو چند بار ایسا ہی اتفاق ہوا کہ جب لوگوں نے کسی بزرگ سے بیعت ہونے کیلئے کہا اور اس نے ارادہ کیا۔ حضور نے خواب میں اس کی تسلیم فرمائی کہ تم ہماری بیعت میں آچکے ہو۔ اب اس کو پوری تصدیق ہو گئی۔ خواب میں حضور نے اس کو مطمئن کر دیا۔

حضور انور اپنی ساحت کے دوران قسطنطینیہ بھی تشریف لے گئے وہاں سلطان عبدالحمید خاں مرحوم آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور نہایت اصرار کے ساتھ اپنے محل میں ایک ہفتہ مہمان رکھا۔ حضور انور کی زبان مبارک سے خود سنائی گیا ہے کہ سلطان المعظم کو خواب میں جناب رسالت مآب ﷺ نے حضور کی شکل مبارک و کھادی تھی اسی لئے انہوں نے پہنچاں لیا۔

قسطنطینیہ میں بہت سے ترکوں نے آپ سے بیعت کی۔ حضور نے بد نسبیل ذکرہ

فرمایا کہ ہم نے محل سلطانی سے ایک ذور لکا دی تھی۔ اسی کو ایک ساتھ بہت سے ترک پر کر لیتے تھے اور بیعت ہو جاتے تھے۔ تین چار روز تک بھی سلسلہ رہا۔ (مختکوہ حقانیہ)
در بھجہ میں آپ کی آمد پر اس قدر ہجوم تھا کہ جس گھر میں آپ کو ٹھہرنا تھا اس کا پھاٹک عوام کی کثرت کے بوجھ سے گر پڑا۔

ایک جگہ حاجی صاحب قبلہ نے اپنی پاکی زمین پر رکھوادی اور اعلان کر اؤیا کہ بیعت کے خواہش مند پاکی کو پختو تے جائیں اس طرح بھی مرید کئے گئے۔ ایک سز میں ریلوے اسٹیشن پر اسقدر بھیجی کہ حاجی قبلہ تک ہر شخص پہنچنے کی خواہش کے باوجود نہیں پہنچ سکتا تھا۔ سرکار دارث پاک نے تمام جمع پر چاروں طرف ایک نظر ڈالی اور فرمایا کہ تم سب مرید ہو۔ بیعت کے طریقہ میں اجتہاد اور جدت تھی۔ ہندوؤں کو بیعت فرماتے وقت یہ نصیحت فرماتے تھے ”مر ہم پہنچانو پتھرنہ پوچنا، جھنکلے کا گوشت نہ کھاؤ۔“

جب کسی انگریز کو بیعت کو بیعت فرماتے تو ارشاد فرماتے ”وَيَكْحُو مُوسَى كَلِمَ اللَّهِ، عَسَى رُوحُ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَسَى اَوْرَ حَرَامَ نَهْ كَحَا نَا اوْرَ نَا جَائزَ بَاتَوْں سے پرہیز کرنا۔“

آپ بیعت لیتے وقت پیشہ کے اعتبار سے کوئی خاص ہدایت فرمادیا کرتے تھے۔ کسی سے فرمایا ”ہاتھ کے پچ رہنا۔ کسی سے فرمایا قلم نہ کرنا۔ کسی درزی کو مرید فرمایا تو کہا کپڑا نہ چڑانا۔ کوئی دکان دار ہے تو اس سے فرمادیتے کہ پورا تولنا۔“

ایک مرتبہ ایک تین بیعت کے لئے حاضر ہوئی تو حسب معمول آپ نے مرید کیا اور فرمایا ”ڈنڈی نہ مارنا“ اسی طرح آپ نصارع نہایت مختصر طور پر فرمادیا کرتے تھے۔

(دانے راز)

”چند رگڑہ میں حضور مقیم تھے کہ ایک خاکروب حاضر ہوا جس کو جذام کا عارضہ تھا۔“ عایت ارادوت کی وجہ سے دور بیٹھا چلا کر رو تھا کہ میاں اب میرا ہاتھ کون پکڑے گا سب کے مولا تو آپ ٹھرے، دو دن تک وہ اسی طرح حاضر ہوا۔ جب آپ نے اس کا استیاق بیعت حد سے متجاوز دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ ”میں تجھ کو آنکھوں سے مرید کرتا ہوں مجھے اچھی

طرح دیکھ لے۔ "اس کا دیکھنا تھا کہ اسی وقت مرض جذام سے اس کو صحت ہو گئی۔"

(عین الحقائق)

"مولانا احمد بندر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ برادر عالم زاد محمد حامد مر حوم ذوق بیعت میں سرکار عالم پناہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور انور نے ان سے ہاتھ بلا ہانے کو فرمایا اور حامد مر حوم کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔" میاں اس طرح بیعت ہو جایا کرتے ہیں۔"

(مشکلۃ حقائق)

محبت

- ☆ محبت ہمارا میں مشرب ہے۔
- ☆ محبت بھی خدا کا ایک راز ہے۔
- ☆ بام حقیقت کا زینہ محبت ہے۔
- ☆ فرشتوں کو محبت جزوی دی گئی ہے۔ اور انسان کو محبت کامل مرحت ہوئی۔
- ☆ اگر محبت صادق ہوتی ہے تو محبت کو ہر چیز میں محبوب کا جلوہ نظر آتا ہے۔
- ☆ محبت ہی کے سبب انسان اشرف الخلوقات ہوا۔
- ☆ اگر محبت ہے تو مسجد اور مندر میں ایک شان نظر آئے گی۔
- ☆ محبت میں رقامت ضرور ہوتی ہے۔
- ☆ محبت میں شیطان بھی غیر نہیں۔
- ☆ محبت میں شیطان دوست ہو جاتا ہے۔
- ☆ جو محبت میں بر باد ہوا وہ حقیقت میں آباد ہوا۔
- ☆ محبت صادق کے داسٹے ہر ذرہ معرفت کا آئینہ ہوتا ہے۔
- ☆ محبت میں انسان بہر اور اندھا ہو جاتا ہے۔
- ☆ محبت کو بجز ذات کے صفات سے تعلق نہیں رہتا۔
- ☆ محبت میں عقل زائل ہو جاتی ہے۔

☆ مجت میں انتظام نہیں۔

ہے انسان نے مجت کا بارگراں جب انھیا تو سرکار شاہ بے نیاز سے خلوٰ جھوڑا
کا خطاب ملا۔

ہے اگر مجت کامل ہے تو ایمان بھی کامل ہے۔ اور اگر مجت ناقص ہے تو ایمان بھی ناقص
ہے۔

ہے مجت کرو۔

جیسے بغیر مجت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اسی ذکر سے فائدہ ہوتا
ہے جو بے غرض ہوتا ہے۔

ہے اگر مجت ہے تو ہم تمدے ساتھ ہیں۔

ہے یہ مشور ملیچ ہے کہ مجت سے خدمتا ہے۔

ہے مجت ہے تو سب کچھ ہے اور مجت نہیں تو کچھ نہیں جیسا مولا نادو ہے کہا کہ۔
از مجت مردہ زندہ می شود

وز مجت شاہ بندہ می شود

ہے جو تم تے مجت کرے اس سے مجت کرو۔

ہے چمار ہو یا خاک روپ جو ہم سے مجت کرے وہ ہمارا ہے۔

ہے بے مجت خدا نہیں ملتا۔

☆ پیر کی مجت مرید کا دین ہے۔ (سمی الحدث)

☆ مجت میں ادب و بے ادب کا فرق نہیں۔

ہے مجت وہ چیز ہے جس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

ہے مجت ہے تو ہم ہزار کوس پر بھی تمدے ساتھ ہیں۔

☆ مجت عین ایمان ہے۔

ہے جو مجت کرے وہ ہمارا ہے۔ منزلِ عشق میں خلافت نہیں ہوتی۔

ہے مجت میں انتظام نہیں جہاں مجت نہیں وہاں انتظام ہے۔

ہے مجت کر و سب سے بچہ نہیں ہوتا۔

ہے مجت ہے تو سب کچھ ہے۔ مجت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

ہے جو کچھ ہے اکٹھے باقی بھگڑا دکھلانے کی چیز ہے اگر اکٹھے نہیں تو خاک نہیں۔

ہمار سید احمد خاں صاحب مر جوم سے فرمایا مجھ کو انگریزی تعلیم سے اختلاف نہیں
مگر مجت اخلاص اور طلب روحانیت ضروری ہے۔” (مشکوٰۃ حنائی)

ہے جو تم سے مجت کرے اس سے مجت کرو نہ کسی کے حق میں دعا کرو نہ بد دعا کرو، تم
رضاء تسلیم کے بندے ہو۔” (عین الحقائق)

ایک مرتبہ قبلہ عالم نے فرمایا کہ اور عبادت میں تو ایسی ہوتی ہیں کہ جو بندہ کرتا ہے اور
اجراں کا خداوند کریم مرحت فرماتا ہے مگر مجت ایسی عبادت ہے کہ جب خدا سے ہم مجت
کرتے ہیں تو جائے جزادیے کے خدا ہم سے مجت کرتا ہے۔

اسی سلسلے میں حضور قبلہ عالم نے یہ بھی فرمایا کہ بندہ کی مجت خدا کی مجت سے مقدم
ہے اس لئے بندہ کی مجت کی تعریف یہ ہے کہ ذات حضرت واجب الوجود کے ساتھ قلب کو
اشتغال ہوا اور چونکہ قلب اور اشتغال قلب سے وہ ذات اقدس پاک منزہ ہے۔ لہذا اس کی
مجت کی تعریف یہ ہے کہ بندہ کو جذب الہی اپنی جناب میں کھینچے اور غیر کی جانب متوجہ ہونے
سے باز رکھ سکے۔ پس مجت بندہ فرع ہے مجت خدا کی کیونکہ جب اللہ تبارک تعالیٰ بندہ کو اپنی
جانب رجوع کرتا ہے تب بندہ کو خدا کی مجت ہوتی ہے۔” (سعی الحداث)

خدا سے بھی مجت کرے تو بلا مطلب کی۔ اکثر فرماتے تھے کہ عاشق کے دین و دنیا
دونوں خراب مگر مجت اچھی چیز ہے۔ دنیا اسی سے قائم ہے۔ مجت میں کب نہیں جس
قدر کس ہو گا وہی تضع ہے۔ مجت بلا مطلب کی ہونی چاہیے۔ خواہ کسی سے کیوں نہ ہو بھی
ہونا چاہیے۔ خدا مجت سے ہی ملتا ہے۔ مجت میں دو دل بھی اس طرح مل جاتے ہیں جس
طرح کسی زنجیر کی کڑیاں اور اس کا پھندا۔ اس میں اگر دونوں مستغل اور مضبوط ہیں تو نباہ
ضروری ہے۔ اگر ایک میں بھی کمزوری ہوئی تو مجت کے زور میں علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔
مجت کے زور میں ایک پاسگ بھی دنیا کی کسی شے میں زور نہیں۔ مجت میں جس قدر تکلیف

بنے جو بھی ہو گر اس سے بھرے نہیں والا زمی ہے۔ خدا نے محبت انسان کے لئے بھائی ہے۔ فرشتوں کا فخر ہے اطاعت اور انسان کا فخر ہے۔ "محبت" (حیات و ارث حصہ اول)

عشق و عاشق

"ہر امر سب عشق ہے۔"

ہماری منزل عشق ہے۔

ہر امسک عشق ہے اور ہمیں عشق سے مرد بکار ہے۔

عشق میں ترک ہی ترک ہے۔

عاشق ہر چیز میں معشوق کا جلوہ دیکھتا ہے۔

عاشق وہ ہے جو معشوق کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھے۔

عاشق ہمیشہ غلکسیں رہتا ہے۔

عاشق کو لازم ہے کہ سر کٹ جائے مگر شکایت نہ کرے کیونکہ ہاس بھی غیر نہیں ہے

عاشق وہ ہے جس کی کوئی سانس یاد مظلوب سے خالی نہ جائے۔

مشتوق کی جناہ بھی نہیں دفافا ہے۔

عاشق کو لازم ہے کہ مشتوق کا فرماں بردار رہے۔

مشتوق کے سامنے عاشق ایسا بے اختیار ہو جیسے غزال کے ہاتھ میں مردہ۔

عاشق کے عشق صادق کی علامت یہ ہے کہ ذکر یاد کی کثرت ہو۔

عاشق اگر ایک ساعت بھی یاد مشتوق سے عافل رہتا ہو تو وہ ساعت اس کے لئے

منزلہ موت کے ہے۔

مشتوق کی جفا ہو یا عطا ہو عاشق کے لئے ایک راز ہے۔

یاد کا تصور عاشق کی زندگی ہے۔" (سمی الحدث)

عاشق نہ تعریف سے خوش ہوتا ہے نہ ملامت سے رنجیدہ۔ کیوں کہ تعریف اور

لامات کرنے والے کو وہ غیر نہیں سمجھتا۔

ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے کہ عاشق نہ ہجر کی دنگاہت کرتا ہے اور نہ وصل کی دنگاہت۔
 عاشق کو بجز یار کے کسی سے سروکار نہیں رہتا۔
 عاشق کا وظیفہ ذکر یار ہوتا ہے۔
 عشق میں انتظام نہیں۔ عاشق دین و دنیا سے میکار ہو جاتا ہے۔
 جس کو اپنی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے۔
 عاشق جب سب کچھ چھوڑتا ہے تو یاد ملتا ہے۔
 جس کا عشق کامل ہوتا ہے اس کا شوق فراق و وصال میں یکساں رہتا ہے۔
 عشق وہ بھی ہے جو کب سے حاصل نہیں ہے۔
 عاشق کم اور مشانخ زیادہ ہوتے ہیں۔
 عاشق صادق مثل آئندھی کی پلی کے ہوتا ہے کہ وجود چھوٹا اور شمود بڑا۔
 جو جس کا عاشق ہوتا ہے وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔
 جو جس صورت کا عاشق ہوتا ہے وہ اس صورت میں مل جاتا ہے۔
 عاشق کا منصب یہ ہے کہ ادکام معشوق کے سامنے سر تسلیم خرم رہے۔
 عاشق کا ایمان رضاۓ یار ہے۔
 رضاۓ معشوق کی تعیل عاشق کا فرض ہے۔
 مشرب عشق میں ایک صورت کے سوا دوسری صورت کو دیکھنا شرک ہے۔
 عاشق سوانے معشوق کے اور کسی کو محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔
 ایک صورت کو پکڑ دو ہی تمہارے ساتھ رہے گی۔” (معنی الحدث)
 عاشق وہ ہے جس کی ایک سانس بھی یادِ مطلوب سے خالی نہ جائے۔
 عاشق کا مرید بے ایمانی نہیں کرتا۔
 عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے۔
 عاشق کے مرید کا انجمام خراب نہیں ہوتا۔
 عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہے۔

اگر عاشق کی زبان سے کوئی غلط بات نکل جائے تو اس کو بھی خدا نق کر دیتا ہے۔
عاشق کا گوشت درتدول پر حرام ہے۔ اس پر نہ سانپ کا زہر اڑ کرتا ہے اور نہ
شیر کھاتا ہے۔

جو کچھ ہے لگاؤ ہے باقی جگہ ادکھلانے کی چیز ہے۔ اگر لگاؤ نہیں تو خاک نہیں۔ دنیاداری
دکانداری ہے۔

ایک مرتبہ مولوی سید شرف الدین صاحب کو خطاب کر کے فرمایا "سنبل شرائیک
مرتبہ بخدا شریف میں تھا۔ وہاں ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ ایک عورت پر جن
آتا ہے۔ آپ چل کر اتار دیں۔ میں نے کہا ہائی مجھے جہاڑ پھونک گزدا تعویذ کچھ بھی نہیں
آتا میں جن کو کیوں نکرا تاروں گا اور وہاں جا کر کیا کروں گا مگر اس شخص نے بہت اصرار کیا اور
کسی طرح نہ مانا تو میں اس کے ساتھ ہو لیا اور اس مکان میں پہنچا جہاں وہ آسیب زده عورت
تھی۔ دیکھا تو اس وقت جن اس عورت پر مسلط تھا۔ میں نے جن سے پوچھا کہ تم اس عورت
پر کیوں آتے ہو۔ اس نے کہا میں اس عورت پر عاشق ہوں۔ میں نے کہا پچھے عاشق
ہو یا جھوٹے؟ جن نے کہا میں اس کا سچا عاشق ہوں۔ میں نے کہا جانتے ہو کہ پچھے عاشق کی
کیا تعریف ہے۔ سچا عاشق اس کو کہتے ہیں جو معشوق کی رضا جوئی کرے اور سرمنواں کی
مرضی کے خلاف نہ کرے اور تم جس کو اپنا معشوق کہتے ہو اس کی مرضی کے خلاف کرتے
ہو۔ اس کی خوشی اسی میں ہے کہ تم اس پر مسلط نہ ہو اکرو۔ اس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔

جن نے کہا اچھا میں آج سے یہاں نہ آیا کروں گا۔" (مشکلۃ حفاظی)

علم اور شے ہے اور عشق کچھ اور جہاں حضرت عشق آئے پھر وہاں علم اور عقل کا دخل
نہیں۔

جو کچھ عاشق معشوق کی نسبت کے وہ سب ٹھیک ہے لور جو کچھ ادب و تعلیم کرے وہ
سب جائے۔ اور جو معشوق عاشق کی نسبت کے وہ مقام رضا و تسلیم ہے عاشق کو چارہ نہیں۔
عشق میں ترک ہی ترک ہے۔ ترک دنیا ترک عقیقی ترک شرک اور اپنا فراق ہے۔
ندھب عشق میں کفر اسلام ہے۔

عاشقی ایک علامت ہے دین و دنیا سے گزر جانا اور فراق میں مر جانا اور اسی فراق میں تو مزاب ہے ورنہ پھر کچھ نہیں۔ معشوق کا ترسانا اور حباب و عتاب ہی کرتا تو رحم و فضل ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

معرفت کبی چیز نہیں مخفی وہی ہے جس کو خداوند کریم اپنی مغفرت ہے کسی کا اس میں اجارہ نہیں۔

عشق کی الٹی چال ہے جس کو وہ پیار کرتا ہے۔ اسی کو جلاتا ہے جس کو پیدا نہیں کرتا اس کی بائی ڈھیلی کر دیتا ہے۔

عاشقوں کے نزدیک شیطان نہیں آتا ہے۔

جس نے اپنے کو قربان نہ کیا وہ عاشق نہیں۔ لیلی کے ہزاروں لور یوسف علیہ السلام کے لاکھوں چاہنے والے تھے مگر یہ مجنوں اور زیخا کا ہی حصہ تھا جس کا حصہ ہوتا ہے وہی پاتا ہے۔

عاشق کی دین و دنیادنوں خراب ہیں۔

عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہی خیال اس کا خشن نظر قیامت و دوزخ و بہشت ہے بھ کثرت جذب میں خود وہی ہو جاتا ہے۔

جسے عشق و محبت نہیں وہ اس کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ اس راہ میں پل سکتا ہے۔

فرمایا آپ نے جواب ان چار مسئللوں کے جو چار مولویوں نے آگر جتاب امام الاولاء سے پوچھے تھے کہ حج اور زکوٰۃ اس پر کب فرض ہے جو کچھ نہیں رکھتا۔ خدا نے جس قرآن میں کرنے کو فرمایا ہے اسی قرآن میں منع بھی کیا ہے باقی نماز روزہ اگر تم شراب مجازی کے قائل ہو تو لامحال اس شراب حقیقی کے سکر کے بد رجہ اتم قائل ہونا ہو گا پھر کب سکر میں نماز روزہ ہے۔ جب عاشق سکر سے خالی نہیں تو اس کی مت اس عالم میں کب دفعہ ہوتی ہے کہ وہ وقت نماز کا پاؤے اور معشوق اس کو کب چھوڑتا ہے کہ وہ نماز پڑھے باقی لور یہ سب انتظام ظاہری ہے۔ اس کا عشق سے تعلق نہیں۔

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ زبانی کہنا اور ضرب لگانا اور کب کرتا یہ اور بات ہے بے دیکھے کسی چیز کا

خیال کرنا محال ہے۔ دیکھ کر عاشق ہونا ممکن ہے۔ اور جب کوئی کسی کا عاشق ہوتا ہے تو اس کی ہر سانس ممثوق کی یاد سے خالی نہیں جاتی۔ عاشق کی سانس بلا کب و ذکر عبادت ہے۔ عاشق گانل نہیں سمجھا جاسکتا۔ عاشق کنی کی نماز ہے اور یہی روزہ۔

جس کو سب شیطان کہتے ہیں اس راہ میں دوست من جاتا ہے۔ دشمنی نہیں کر سکتا۔

موئی علیہ السلام نے اس چرداہے کو اپنی شریعت کی تعلیم کی بنا پر منع کیا تھا سو ہنا پسندیدہ ہوا۔ اور اس کا وہی خلاف شرع کرنا پسندیدہ ہوا اس کو دل سے تعلق تھا۔

خیال میں ممثوق کی صورت نقش کرنا چاہیے جو صورت نقش ہو گئی وہی بعد مرگ بھی قائم رہتی ہے بھے اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوتا ہے۔

خداوند تعالیٰ نے کل نفس ذاتۃ الموت فرمایا ہے۔ کل روح نہیں کہا یہ لکھتے خاص ہے۔

علماء ظاہری کا عجیب نہ ہب ہے کہ جو دیکھ کر سجدہ کرے اس کو تو کافر کہتے ہیں اور جو بے دیکھے سجدہ کرے وہی مومن کہلاتے۔ رہایہ کہ کس کو دیکھا سو یہ نکتہ ہے بے عنایت مرشد غیر ممکن ہے تصدیق اسی کا نام ہے۔” (عین الحقائق)

”ایک شخص نے جتاب مددوح سے لکھنؤ میں عرض کیا کہ میں نے تمام عمر لغויות میں ضائع کی اور جوانی کے ایام میں بہت ناشائستہ حرکتیں کیں اب سوائے حسرت اور اشک نہ امت کچھ نہیں۔ خدا کے لئے دعا فرمائیے اور مجھے راہ راست دکھادیجئے۔ حضور انور نے فربیا۔ عشق کے کھیل کھیلو اس نے کہا میں نہیں جانتا کہ عشق کیا چیز ہے اور عاشق کون ہوتا ہے۔ اگر عشق کا مطلب عورتوں سے اور مردوں سے محبت کا نام ہے تو یہ تو میں نے بارہا کیا ہے مگر سوائے دنیا اور آخرت کے نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اگر تم عشق ہی کو نہیں جانتے تو عشق بازی کیسے کر سکتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اسی لئے میں پریشان ہوں اور اس کا کوئی علاج نہیں جانتا۔ حضور انور نے اس پر ارشاد فرمایا کہ ”عشق“ تمنا، حرف بے مرک بے، ع، ش، ق، ر، سے اشارہ ہے، عادات ظاہری اور ماطñی کرو اور۔ ش، سے اشارہ ہے کہ کمال ذوق شوق سے شرع شریف کی بابعذی کرو اور۔ ق، سے ر مطلب

ہے کہ صدق کے ساتھ نفس کو قربان کر دو۔

اے بھائی عشق ایک بے مثال معشوق ہے اور محبت محبوب یکتا کا اثر ہے جو شخص ایسا عشق اختیار کرتا ہے وہ عشق کی زنجروں میں ملک ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ مخدوم قطب الاقطاب ختیار کا کی قدس اللہ العزیز کے ملغو نات کا مطالعہ کرو۔ جس میں یہ تحریر ہے کہ جناب رابعہ بصری علیہ الرحمۃ و حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ و حضرت مالک دیہار علیہ الرحمۃ و حضرت شفیق ٹھنی علیہ الرحمۃ ایک مجلس میں بتھے کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ نے کہا کہ "اگر معشوق عاشق کو کسی بلا میں بتلا کر دے تو عاشق اپنی جان پر کھیل جائے۔ دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ عاشق کی جناہ کا کوئی اثر معشوق پر نہ ہو اور تیرے بزرگ نے فرمایا کہ اگر معشوق عاشق کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو بذکھولے اور حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے اور عشق سے من نہ پھیمرے۔" جنابہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے تینوں حضرات کے جوابات سے تو سراہلا یا۔ یعنی ان حضرات کی باتوں سے اتفاق نہ کیا۔ پس تینوں حضرات نے ان سے استفسد کیا۔ آپ نے فرمایا "عاشق وہ ہے جو اپنی ہستی سے گزر جائے اور مردے کی طرح ہو جائے اور خود کو بالکل زندہ نہ سمجھے۔ ابتدائے عشق ابتداء شرع شریف ہے اور اپنے نفس کثیف سے علیحدہ ہو جائے۔ یہی نکتہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عشق کے ابتداء میں عین ہے اور شرع کے آخر میں عین ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شرع شریف کی پوری پاہدی نہ کرے اور اس کو انجام نہ کرنے پہنچا دے۔ وہ بارگاہ عشق میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور معشوق کی آنکھ میں اس کی کچھ و قوت نہ ہو گی۔ اور انتباہ کہ معشوق کے رتبہ تک پہنچ جائے اور عاشق معشوق کی ذات میں فنا ہو جائے۔ اور سرکار عالم پناہ نے یہ بیان کر کے اس شخص سے فرمایا چند دنوں اہل دل اصحاب کی صحبت میں بیٹھو۔" (ترجمہ تہذیۃ الاصفیاء)

ایک دن حکیم وارثی رحمۃ اللہ علیہ عبدالاحد شاہ کو حضرت امام الاولیاء (سرکار وارث پاک) کے ہمراہ بہرائچ جانے کا اتفاق ہوا۔ حضور انور کے مریدین و معتقدین جمع ہو گئے اور کانے والے بھی اس محفل میں آگئے کہ ہاگاہ ایک حسین عورت میرے پاس آئی اور اس نے

میر اوسے لے لیا۔ میں شرم سے پالی پائی ہو گیا۔ سرکار عالم پناہ کے ایک خادم صاحب نے بے پاس نور آئے اور فرمایا کہ حضور سلطان الاولیائے یاد فرمایا ہے۔ میں حاضر ہوا۔ ارشاد ہوا حکیم جی حکیم جی ایک عورت تھی کہ اس نے عاشق کے چہرے پر ایک الیک چیز دیکھی کہ اس کے ہوش جاتے رہے اور اس نے عاشق کو وہ سے لے لیا۔ میں اس سے کیا ہوتا ہے۔ عاشق کا دل ایک ایسا دریا ہے کہ اس کا کنارہ نہیں ہے۔ اس میں پاکی و بیباکی و گناہ و ثواب کا اثر نہیں ہوتا۔ بس اب جا۔ جب میں باہر آیا تو اس عورت سے کہا کہ پھر یوں سے لے۔ اس نے کتاب وہ شان ہی نہیں ہے۔ جو کہ میں نے دیکھی تھی مجھے اس پر حسرت ہی رہی کہ کاش اس وقت وہ نظر ہوتی کہ میں آپ کو خود دیکھو یہتا۔” (ترجمہ: رسالہ فہدۃ تحریروارثی)

”ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت سید السادات شاہ عبدالرازاق صاحب بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی کمر شریف سے پچھے نکل گیا تھا مگر یہ بات کچھ سمجھ میں نہ آئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری کمر میں ایک مضبوط چادر باندھو۔ قیل ارشاد کی گئی۔ اور چادر کو کھینچا گیا تو بندھا بندھا یادوں مال نکل آیا۔ اس پر سب حاضرین متعجب ہوئے چنانچہ ایک مرتبہ لکڑی سے بندھا بندھا یادوں مال نکل آیا یہ لکڑی حضور کے دست مبدک میں تھی۔

حضور انور نے حضرت سید شاہ عبدالرازاق رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کے مشتبہ بیانات سن کر ارشاد فرمایا کیا ہر زہ سر اٹی ہے۔ عشق کو اللہ کی طرف سے ہر حال میں ایک حال ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز سے اور ہر حقوق سے جو چاہیں کرادیں۔ تمام صفات عشق ذات میں فتاہ ہو جاتی ہیں۔ اس میں گم ہو جانے کوئی وصال کرنے ہیں اور خودی میں نہ رہتا ہی کمال ہے۔ عشق جب اس درجہ پر پہنچتے ہیں تو اپنی ہستی کو نیست کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب آناتب نلک پر نور افشاں ہوتا ہے تو ستارے حقوق کی نگاہ سے کالعدم ہو جاتے ہیں جس طرح کو اکب کا وجود آسمان پر ہے۔ اسی طرح عشق کا وجود معشوق میں ہے بُلوائے من کان اللہ کان اللہ (جو اللہ کا ہوا، اللہ اس کا ہوا) عاشق متعشوں ایک ذات ہو جاتے ہیں۔ پس اس میں تجہب کی کون سی بات ہے کہ وہ آناتب حقیقی تمام انوار و اوصاف عشق کو اپنے جذب میں لے لے۔” (مشکوٰۃ حفاظیہ)

"غاشی خیال یار میں خاموش رہتا ہے۔"

محبت کی زبان میں محبت اُنفل اگادی تی ہے کہ اسرار حقیقت کا انعامات کرے۔
انسان محبت میں گوناگہ بہرہ ہو جاتا ہے۔

مشرب عشق میں ایک صورت کے سوا دوسری صورت دیکھنا شرک ہے۔"

(سمی الحدث)

پیر و مرید

☆ پیر کی صورت میں خدمات ہے۔

☆ پیر کی محبت مرید کا دین ہے۔

☆ جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے لور جو پیر مرید سے دور ہے وہ پیر ناقص ہے
☆ پیر ہمہ وقت مرید کا کفیل ہوتا ہے۔

☆ مرید صادق وہ ہے کہ جو پیر کی بارگاہ کو نتاًص سے پاک سمجھے۔

☆ جس کا پیر نہیں اس کا دین نہیں۔

☆ مرید کی کامیابی پیر کی عنایت پر موقوف ہے۔

☆ جس مرید کو اپنے ہر اعتقاد سے زیادہ پیر سے عقیدت ہوتی ہے اس کا پیر غیبت میں
اس کا محافظ ہوتا ہے۔

مرید کو وہی ارادہ کرنا چاہیے جو پیر کا اشارہ ہو۔

مرید مثل ہمار کے ہے اور پیر حمزہ طبیب کے ہوتا ہے۔ لور قاعدہ ہے کہ جو
ہمار طبیب کی ہدایتوں پر عمل کرتا ہے۔ اس کو شنا جلد ہوتی ہے۔ مرید وہ ہے جو باپ کی
خدمت پر پیر کی خدمت کو متقدم جانے اور پیر وہ ہے جو صلبی اولاد سے قلبی اولاد پر زیادہ
مریمان ہو۔

مرید کا مرکز تسلیم و محبت ہے جو اس سے ہٹ گیا وہ خراب اور جو قائم رہا وہ کامیاب

نی اتفاقیت مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو۔

مرید کے واسطے پہلی شرط یہ ہے کہ جو حدود پیر نے اس کے لئے تجویز کیے ہیں اس کے باہر قدم نہ رکھے۔

مرید کو خوبی بینی مراد سے محبوب رکھتی ہے۔

مرید صادق وہ ہے جو پیر کے سامنے اپنی معلومات کو بھول جائے پیر کی خوشی کے سوا مرید کی کوئی خواہش نہ ہو۔

مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے اسی قطرہ کو سب دریا کتے ہیں۔

جو مرید صدق وارادت سے اپنے افعال میں پیر کی موافقت کرتا ہے اس کو فتنی الشیخ کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ حاجی اوگھٹ شاہ وارثی نے حضور قبلہ عالم کو مخاطب دیکھ کر عرض کیا کہ حضرات صوفیائے کرام کے تذکروں میں منقول ہے کہ مشائخِ عظام کا انتقال ہے کہ مرتبہ فاتحین مدارج پر منقسم ہے اول فتنی الشیخ، دوسرم فتنی الرسول، سوم فتنی اللہ اور ہر درجہ اپنے پلے درجہ سے فوقیت رکھتا ہے۔ اور سائیں با تکمیل ہر سہ مدارج کو یکے بعد دیگرے بدتر رفع ملے فرماتے ہیں اور بعد حصول فتنی اللہ وہ صاحب مقام فتاویٰ کامل سمجھے جاتے ہیں۔ اور مسلم ہے کہ فتاویٰ کے لغوی معنی مٹ جاتا ہے۔ لہذا یہاں اسکے ممکن الواقع معلوم ہوتا ہے کہ سالک راہ طریقت تقریب حضرت احادیث جل جلال کے شوق میں بکمال جدوجہد مرشد کی ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو نیست ہاود کرتے ہیں اور پیر کی عنایت سے وہ خوش نصیب فتنی الشیخ ہو کر پہلا درجہ فنا کا حاصل کرتے ہیں۔

لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ وہی طالب جس کا پیر کی عنایت اور توجہ سے وجود کا عدم ہو چکا اور وہ پیر کے عین ہو گیا اور جس پر صاحب ہستی ہونے کا اطلاق نہ رہا تو پھر وہی فتشدہ طالب دوسرے اور تیسرے درجہ فتاویٰ کے واسطے متبر قانی کیوں نکر ہو سکتا ہے۔ کیا اس کی فنا پذیر ہستی میں فتنی الرسول اور فتنی اللہ ہونے کے لئے وجود موہوم عوہد کر آتا ہے۔

حضور قبلہ عالم نے مجسم بوس سے فرمایا کہ اسی قدر سمجھ لینا کافی ہے۔ کہ مرید صادق الارادت اپنی تہستی کو جب پیر کی تہستی کے سامنے فنا کرتا ہے۔ اور اس کو فنا فی الشیخ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اسی کے ساتھ دوسرا اور تمیر امرتبہ بھی ملے ہو جاتا ہے۔ یعنی پیر ہی کی ٹھیل میں اس کو فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کا مرتبہ مل جاتا ہے جیسا کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

چونکہ ذات پیر را گردی قبول
ہم خدا اور ذات اُش آمد ہم رسول ﷺ
(تفہیم الحادث)

"مرید کو اپنا ایقین کامل کرنا چاہئے۔ مرید ہو تو خاک کے ذمیر سے بھی حاصل کر سکتا ہے خاند ان قادر یہ کہ مریدوں پر بجادوٹوں کا اثر نہیں ہوتا۔
وہ مرید کیا جو پیر کو جائج کر مرید نہ ہو۔ اور وہ پیر کیا جو وقت پر کام نہ آوے۔ وہ پیر تو خل اس درد کے ہے جو آنکھیں وہ ہوتا ہے۔

حضرت مقصود علی شاہ جمال پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شاہ ناصر الدین چشتی صادری فیروز آبادی چودھری خدا غوث مر جوم و راثی سے اپنا چشم دیدیے ہیں فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بارگاہ وارثی میں مقام ٹکوہ آباد حاضر ہو اتو اس وقت مجھے کوئی معلوم ہوا کہ کوئی شخص مرید ہو رہا ہے۔ میں باہر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں نے دیکھا کہ حضرت حاجی صاحب قبلہ باہر تشریف لئے جاتے ہیں۔ میں تھیلیں کھڑا ہو گیا۔ مگر وہ بہت جلد چلے گئے۔ اوہ خادم نے مجھ سے کہا اندر چلے حضرت طلب فرماتے ہیں۔ مجھے حیرت تھی کہ میں نے ابھی باہر جاتے دیکھا ہے۔ اسی حیرت و استغتاب کی حالت میں خدمت عالی میں حاضر ہو اتو آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا "ابھی ایک شخص مرید ہو کر باہر گیا ہے۔ جو شخص ہم سے مرید ہو تاہے ہم اسے اپنا سامنا لیتے ہیں۔ پھر اس کا فعل اور اس کی قسمت ہے جو صورت پا ہے اختیار کرے۔"

تعارف

” حاجی او گھٹ شاہ صاحب دارئی کا بیان ہے کہ ایک پنجابی درویش جس کا سیاسی قسم کا
لباس تھا۔ درودلت پر حاضر ہوئے اور میرے بستر کے قریب بیٹھ گئے۔ میں نے کما سادھو جو جی
کما استھان ہے اور کس تلاش میں آئے ہو انہوں نے کہا بلبا امرت مر سے آتا ہوں۔ اور بالدر
سال سے اس جگتو میں ہوں کہ کوئی نرائیں کا سیوک یہ بنا دے کہ نر نکار ہمارے شریر کے اندر
ہے بیا ہر۔ بہت مسامتاوں نے سمجھایا مگر تسلیم میری نہ ہوئی جب حاجی صاحب بلبا کا ہام سناتو
ای خیال سے بھکاری عن کر آیا ہوں کہ اگر گرو جی نے کرپاکی تو میری گانتھ کھل جائے گی۔ میں
آن کو اندر لے گیا تو انذاق سے حضور قبلہ عالم کا ستر صحن میں تھا اور آپ کھڑے تھے۔ وہ
سادھو جب دروازہ میں داخل ہوا اور جتاب والا کی خدا نہ صورت دیکھی تو اسی مقام پر وہ زمین
بوس ہوا اور خاص کیفیت کے عالم میں افتاد و خیال قریب جا کر پاؤں پر سر رکھ دیا۔ سر کار عالم
پناہ نے مجھے حکم دیا ان کو ٹھہر اور ان کے کھانے کا انتظام کر دیا۔

باہر آکر میں نے کما سادھو جی تم نے کچھ دریافت کیا۔ وہ آبیدہ ہو کرنے لگے کہ
بغیر دریافت کے جواب مل گیا۔ جس وقت دروازہ کھلا تو میں نے بیان کی صورت ایک جوت
دھرتی سے آکا شک دیکھی اور جب گرو جی کے چرنوں میں سر دیا تو چشم بھری پیا اس میری
تسلیم ہو گئی اور جو آج تک نہ سمجھا تھا وہ سمجھ گیا۔“ (رشحات الانس)

” کسی نہ ہب کو برلنہ کو کہ اس کے ملنے کے راستے بے شدہ ہیں۔ اپنی بھلائی چھپا اور
کسی کی بہالی نہ دیکھو۔“

عدم اکسی کی حق غنی کرنا وہ گناہ ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتا۔ انسان کو چاہئے کہ
زمین کی خاصیت اختیار کرے کہ سب کا بوجہ اٹھائے اور اپنے دار کسی پر نہ ڈالے۔

ایک تبند پوش حلقہ بجوش نے عرض کیا کہ حسب ہدایت آخر شب میں ذکر کرتا ہوں۔
مگر یکسوئی نہیں ہوتی۔ تمنا ہے کہ طبیعت گداز ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ کسی کو برلنہ سمجھو۔
محبت کا ادب یہ ہے کہ ملبوث کی جس چیز کو عاشق دیکھئے وہ اچھی معلوم ہو۔ جیسا کہ مجنوں لیلی

کی نسبت سے مگر لیلی کو پیدا کرتا تھا۔ تم بھی خالق کی نسبت سے اگر حقوق کو اچھی نظر دوں سے دیکھو گے تو قلب کے حالت متبدل ہو جائے گی۔

قرض لینا انسان کے وقار کو ضائع کرتا ہے۔ قرض دو تو طلب نہ کرو۔ واپس لینے کی نیت سے قرض دینا محبت قطع کرتا ہے۔

شریعت اور طریقت میں خود بینی فنا فی آداب عبدیت ہے۔ خدا اس وقت ملے گا۔
جب من و شو کا جھگڑا اچھوڑ دو گے۔

جس نے حق کو دیکھا وہ کامیاب ہوا اور جس نے خلق کو دیکھا وہ خراب ہوا۔

خود پر سکتی تھا بکار کو بڑھاتی ہے اور مقصود سے دور رکھتی ہے۔

مرید میں جب تک خودی رہے گی پیر سے دور رہے گا۔

گناہ کو دوست رکھو اور شرست سے بچو۔” (سعی الحدث)

”پیر بہت ہیں مگر مرید مشکل سے ملتا ہے۔“

پیروں کو رسمی مرید بہت ملتے ہیں مگر مراد قسمت سے ہاتھ آتا ہے جیسے حضرت خواجہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عثمان بہدوںی رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بیان فرید رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت نظام الدین اولیاء محبوب اللہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ علاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شمس رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محبوب اللہی کو حضرت امیر خسر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم بیداری رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا مظفر رحمۃ اللہ علیہ۔

مریدی دل سے ہوتی ہے اور دل مسلمان ہوا کرتا ہے۔ مرید ہونا چاہئے۔ مرید ہو تو پیر کے سینہ پر سوار ہو کر حاصل کر سکتا ہے۔” (مشکوٰۃ حفایہ)

”فی الحقيقة مرید وہ ہے جس کے دل کی مراد اس کا پیر ہو۔“

اپنے احسان کا ذکر کرنا احرف کے فائدے کو منٹا ہے۔

جو پیر کے صفات کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اس کو آخر میں ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔” (سعی الحدث)

فقیر

حسب ذیل ارشادات سرکار وارث پاک برائے فقرائے وارثی ہیں۔ حضور کے حلقہ بھوٹوں میں ایک ممتاز گروہ تبند پوشوں کا ہے جو بخاطر ارادوت جمع غلامان وارثی نہ کور کی تعیل میں بغیر کسی افتراق کے شریک ہیں۔ اس خرق پوش جماعت کے لئے بعض قیود و شرائط منصوص بھی ہیں۔ لذا اس عنوان کے تحت ادکام تحریر کروں گا جن کی تعیل کے لئے وہی ارادت مند مکلف ہیں جو بارگاہ وارثی کے فقیر تبند پوش ہیں۔ اس کے علاوہ میں وہی فرمان وارثی نقل کروں گا جن کو کلیٹا تمیم کا مرتبہ حاصل ہے اور بغیر کسی فرق و امتیاز کے جن کی تعیل جملہ فقرائے وارثی کے مشرعی دستور العمل کا خلاصہ روز قانون ملک کا ایک نمونہ سمجھا جائے۔ ان ارشادات سے اس کا خوبی علم ہو جائے گا کہ سرکار عالم پناہ نے اپنے فقراء کے واسطے کیا شرائط اور قیود مقرر فرمائے جن میں بعض جزو ملک ہیں اور بعض میں ملک اور جب فقراء وارثی کے حقیقی مذاق سے ناظرین کو واقفیت ہو جائے گی تو وہ وارثی نما حضرات کے دام تزویر سے محفوظ ہیں گے اور کسی خود رو درویش کے دام میں نہ آئیں گے۔ کیونکہ مشرب فقراء وارثی کے معیار سے آگاہ ہونے کے بعد ارباب حق و صاحب باطن کی شاخت آسان ہو جائے گی۔“

(حیات وارث)

”دنیا کا مال و اسباب جمع کرنا فقیر کے واسطے حرام ہے۔“

فقیر کو چاہئے کہ خدا کے واسطے جان دیدے اور دنیا کے واسطے کوئی کام نہ کرے۔

فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

فقیر وہ ہے جو الگ رہے۔

فقیر وہ ہے جو سوائے خدا کے کسی پر بھروسانہ کرے۔

فقیر وہ ہے جو کل کے واسطے جمع نہ کرے۔

غیر اللہ سے استعانت فقر کے منافی ہے۔

وہ فقیر ناقص ہے جو کسی چیز کو اپنی ملک سمجھے۔

فقیر وہ ہے جو مساوی اللہ سے مستغیٰ ہو۔

جس نے کب دا سبب کو سب معاشر بنا کرہ فقیر نہیں۔

فقیر کی شکن یہ ہے کہ وہ آزاد و بے غرض ہے۔

فقیر کو چاہئے کہ مصیبت پڑے تو گمراہ نہیں۔

فقیر کو چاہئے کہ تکلیف کی شکایت نہ کرے کیونکہ تکلیف اور آرام اللہ کی جانب سے

ہے۔ پھر شکایت کس سے کرو گے۔ فقیر وہ ہے جو خدا کی محبت میں مت جائے۔

جس کے پاس دنیا و آخرت کا سرمایہ نہ ہو وہ فقیر ہے۔

فقیر و صنع کا پابند ہوتا ہے۔

جس نے حق کو پکڑ لواہ کا میاں ہوا اور جس نے خلق پر بھروسہ کیا وہ خراب ہوا۔

فقیر وہ ہے جس کے دل میں غیر کا ذیال نہ آئے۔

دنیا سے اقطاع قطعی کو فقر اور مساوی سے مستغیٰ ہونے والے کو فقیر کہتے ہیں۔

فقیر کو نہ دوست کے دامنے دعا کرنا چاہئے اور نہ دشمن کے دامنے بد دعا۔

فقیر کو چاہئے کہ گذرا توحید نہ کرے کیونکہ رضا کے خلاف ہے۔

کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاو۔

فقیر اسی پر قناعت کرتا ہے جو بے طلب غیب سے اس کو پہنچے۔

جور زق جس کی قسم کا ہے اس کو ضرور پہنچتا ہے۔

فقیر تصدیق کے بعد مستغیٰ ہوتا ہے۔

امل تصدیق کب نہیں کرتے۔

تصدیق میں ایمان ہے جس کو تصدیق نہیں اس کا ایمان ناقص ہے۔

جس کو کب پر بھروسہ ہے اس کو تصدیق ہونا محال ہے۔

مر جائے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔

سات روز کا بھی فاقہ ہو تو زبان شکایت سے آشناز ہو۔

جس کو تصدیق ہے وہ خدا سے بھی نہیں مانگتا اور سمجھتا ہے کہ جو میری قسم کا ہے ملے

گا۔ فقیر کو چاہئے کہ اللہ سے بھی نہ مانے کیا وہ جانتا نہیں کہ جو شرگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

فقیر دہ ہے جو لا طمع ہو اور رضا و تسلیم پر قائم ہے۔

فقیر خدا کا عاشق ہے اور عاشق کو چاہئے کہ وہی کرے جو معشوق کی رضا ہونہ مانگے اور نہ انکار کرے اسی کا نام رضا و تسلیم ہے۔

ہم لگوٹھ بد ہیں۔ (یعنی مجرد ہیں سر کارنے اپنے تمبدپوشوں کو تحرید کا حکم دیا ہے۔) لگوٹھ بد اس کو کہتے ہیں جو دنیا کی عورتوں کو اپنی ماں بھن سمجھے۔

تحت، پلگ، موٹھ سے، کرسی پر نہ پٹھنا۔

انسان کا خیر خاک سے ہو اور خاک ہی میں اس کو ملنا ہے تو فقیر کو لازم ہے کہ انجام کو دیکھے اور زمین کو اپنا مستر بنائے۔

موٹھ سے، کرسی پر نہ پٹھنے سے رعونت کو تحریک ہوتی ہے۔

فقیر ہمیشہ زمین پر سوتے ہیں۔

زمین پر نہ پٹھنا خاک ساری کی دلیل ہے۔

جن کا ذکر دا آگی ہوتا ہے وہ زمین پر سوتے ہیں۔

زمین پر سوتا اور نہ پٹھنا ہمارے دادا کی سنت ہے۔” (سمی الحدث)

”اکثر سر کار عالم پناہ نے تمبدکی حقیقت سے اپنے فقیروں کو آگاہ کیا ہے اور بہ تصریح ارشاد فرمایا“ یہ کفنا ہے۔“

فقیر کم اور مشاخن زیادہ ہوتے ہیں۔

جس طرح مردے کو اسباب دنیا سے تعلق نہیں رہتا اسی طرح فقیر کو چاہئے کہ دنیا اور اسباب دنیا سے سر و کار نہ رکھے۔

فقیر مرجائے تو اسی تمبد میں پیٹ کر دفن کر دیں اس کا کفنا ہے۔

فقیر کا جہاں انتقال ہو وہیں دفن کر دے اور مجبوری سے دوسرا جگہ دفن کرنا ہو تو پلگ پرنہ لے جائے اور کفنا میں تمبد دے کر دفن کرے۔

محبت کر و سب سے کچھ نہیں ہوتا۔

محبت ہے تو سب کچھ ہے محبت نہیں تو کچھ نہیں

جو خدا کو پہنچانے ہیں وہ دنیوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

تصدیق ہی ایران ہے جس کو تصدیق نہیں اس کا ایران کمزور ہے۔

کب پر بھروسار ہے جو تو تصدیق ہو؛ حال ہے۔

ہماری منزل عاشق ہے۔

ہماری تسلیم درضا کی منزل ہے جو خاص اہل بیت کے گھر کی چیز ہے۔

فتیر خدا کا عاشق ہوتا ہے اور عاشق کو چاہئے وہی کرے جو معاشوں کی مرضی ہونے اس

سے مانگنے ایکار کرے اسی کا نام تسلیم درضا ہے۔

فتیر ہے جس کی کوئی سانس خالی نہ جائے۔ عرض کیا گیا کس سے سانس خالی نہ

جائے۔ تو فرمایا "اللہ سے۔"

فتیر کو چاہئے کہ جو رہبوں کی محبت میں نہ پہنچے۔

زن۔ زمین، زر میں جھکڑا ہے ان کو چھوڑے تو آزاد ہو۔

عورت فراز کا گھر ہے۔

حضور کا حکم عام تھا کہ وقت تہبند پوشی مالا ب فتیر کے قدیم لباس کے ساتھ اس کی

ٹوپی اور جو تاخیرات کر دیا جائے۔

ٹوپی اور جو تافٹا آرام کے لئے پہنے ہیں۔ فتیر کو آرام تکلیف برداہ ہے۔ ٹوپی اور جو

جس طرح دنیا دار کے لئے ضروری ہے اسی طرح فتیر کے لئے جھکڑا ہے۔

ادب یہ ہے کہ راہ طلب میں فتیر نگئے سر اور نگئے پاؤں ہو۔

فتیر کو زینت سے کیا کام۔

ہم نے ٹوپی بھی دے دی اور جو تا بھی پھینک دیا۔

فتیر کو تکمیل کی ضرورت نہیں۔

فتیر کا تکمیل اللہ پر ہو تو وہ فتیر ہے۔

ہم نے بھی تجھے نہیں رکھا۔” (منہاج المشرقی)

”فقیری میں سب سلسلے ایک ہیں دوئی نہیں۔“

”سر کار عالم پناہ نے مر سبیل مذکور، لکھوت بد کی یہ تعریف فرمائی“ لکھوت بد وہ ہے جو تمام عورتوں کو اپنی ماں اور بیٹن کے مل جانتا ہے اسی طرح خواب میں بھی وہ کسی عورت کو نہایت خواہش کے ساتھ نہ دیکھے۔

فقیر کو کسی سے مارا غصہ نہ ہونا چاہئے اس سے مطلب نہیں کہ اس سے کوئی خوش ہو یا ناخوش۔

فقیر کسی کام میں نہیں ہوتا۔

فقیر کو بے لاگ رہنا چاہئے۔

فقیر کو سوال حرام ہے۔

ایک مرتبہ نادر حسین ولادی گرایی سے فرمایا ”بڑی فقیری ہے کہ دس آدمیوں کو روٹی دے کر کھائے۔

متام حیرت میں فقراء بر سوں پڑے رہے ہیں۔

فقراء غیر مکلف ہے اور دنیا وار مکلف ہیں۔

بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ ہر گزتہ پھیلے بالکل لامتحب ہو کر رہے ہوں حلم و رضا پر قائم رہے اور گذرا، تیوری، دعلبد عاد غیر بالکل نہ کرے بس یہی فقیری ہے۔

فقیر کا کوئی گھر نہیں ہے لور سب گھر فقیر کے ہیں۔

آپ نے فرمایا ”فقیری تھکہ پر ہے“ سامعین کو تعجب ہوا کہ یہ کیوں لہشاد ہوتا ہے کہ آپ نے خود ہی اس کی صراحة فرمائی لور لہشاد فرمایا“ کہ باوجود اقتدار کے ایک عنشو مخصوص کو بیکار کر دا اور کامنہ اور شیطان کو بغل میں رکھ کر یاد خدا کرہیا لاما ہے۔

از نفس خود ستر کروں بڑی منزل ہے۔“ (مشکوہ حقائیق)

”جب کچھ نہ رہا تو فقیر ہو گئے۔“

آپ نے بھی تجھے رکھنا اپنندتہ کیا بخوبی کے ذکر سے قلی نظرت تمی چانچے

اکثر فرمایا۔ فقیر کو سمجھیے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر فقیر کا سمجھیے اللہ پر ہو تو وہ فقیر ہے۔ ” یہ بھی فرمایا کہ فائدہ جس طرح نفس کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے اسی طرح سمجھیے نفس کو آرام پہنچاتا ہے اور مشرب عشق میں نفس کی بجا خواہش کا پورا اکرنا حرام ہے۔ کیوں کہ عشق صادق کی صحیح تعریف یہ ہے کہ عاشق کی روں جلا نفس رہ جائے۔ اور جب تک اس میں نفس ہے وہ عشق الہی کا مزا نہیں چکھے سکتا۔ سمجھیے رکھنے سے غفلت بدھتی ہے اور عاشق کی عبادت یہ ہے کہ اس کی ہر سانس غفلت سے پاک ہو۔ اسباب آرام و آسائش کے جگہ میں انسان عمدہ میثاق کو بھول جاتا ہے۔ فقیر آرام طلب منزل مقصود سے دور رہتا ہے۔ جو دنیا کے انتظام میں پھنسا ہے۔ اس کے دل میں محبت الہی کی جگہ نہیں رہتی بے انتظاہی تو عشق کا پیش خیمه ہے۔

فقیر جتاب شیر خدا^۲ کاغلام ہے۔

فقیر نہ دوست کے واسطے دعا کرتا ہے لورنہ دشمن کے لئے بد دعا، کیونکہ دوست دشمن کا پردہ ہے یہ سب ان کا کرتا ہے جس کا ہر چیز میں جلوہ ہے۔
فقیر وہ ہے جو کل کے واسطے نہ رکھے اور قلب مطمئن رہے کیوں کہ حرص دیروزہ ایسی بے ادبی ہے جو متوكیں کو عطیات الہی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیتی ہے۔

یہ مسلک ہے کہ جس طرح تواضع عقلاء نقلاً محسود صفت ہے اور یوں تو عموماً ہر شخص کے لئے فروتنی اچھی ہوتی ہے مگر خصوصاً دولت مندوں کے واسطے بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔ اسی طرح مختصر ایسی ذلیل اور نہ موم خصلت ہے کہ ہمیشہ عوام کی بھی دینی و دنیوی ذلت کا باعث غرور ہوا ہے اور خصوصاً فقیر کے حق میں مختصر نہایت نقصان رسال دشمن ہے۔ چنانچہ مشورہ ہے کہ کسی نے اپنے ہم عمر کلیم سے یہ سوال کیا کہ آپ جانتے ہیں وہ کون نعمت ہے جس پر کسی کو حسد نہ ہو۔ اور وہ بدترین بلا کون ہے کہ اس بلا پر کسی کو رحم نہ آئے۔ کلیم نے کہا کہ وہ نعمت تواضع ہے اور وہ بلا مختصر ہے۔ اس لئے عام طور پر سب کو اور فقیر کو لازمی ہے کہ زمین کو دیکھے اور آسمان کی طرف سر نہ اٹھائے باخبر فقیر وہ ہے جس کے پس پشت دنیا ہو اور خوف خدا سامنے رہے۔
چولے چکی کا خیال مردان خدا نہیں کرتے۔

ہم نے شادی نہیں کی۔

نلامان خرقہ پوش جو علاقہ دنیا سے دست بردار ہوئے ان کے حق میں آپ نے
خبرید فرمائی اور اپنے خرقہ میں لگوٹ کو لازمی گردانا جو تجربہ کا مخصوص تمثیل ہے۔“

(سمی الحدث)

اکثر خرقہ مرحمت فرماتے وقت حضور انور نے فرمایا ”لوگیں لباس زندگی ہے لور بھی
کفن۔“

دنیا فساد کا گھر ہے اور اہل دنیا خدا سے دور رہتے ہیں۔

فقیر کے پاس اہل غرض زیادہ آتے ہیں۔

جس فقیر کا ظلق سے سروکار رہا وہ خراب ہوا جس نے حق پر بھر دسا کیا وہ کامیاب ہوا۔
خلافت و سجادگی کے انتظام سے پیری مریدی کی نفع نہیں ہوئی کیونکہ آپ نے اپنے
ارام پوش حلقہ بھروسوں کو بیعت لینے سے منع نہیں فرمایا۔ جن لوگوں کا ایسا خیال ہے وہ حضور
انور کی مقدس روحانیت اور باطنی تاثرات سے لاطم ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں ایسے
واتعات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور پر نور کے عمد میں بھی آپ کے فقراء
عالی اقتدار نے بیعت لی ہے۔ حاجی محمد شاہ دارثی (جو ایک خوش بیان داعظ ہیں) کا قتل ہیں کہ
مولانا مولوی ہدایت اللہ محدث صورتی کا داتعہ ہے جو انسوں نے خود مجھ سے بیان فرمایا تھا کہ
شاہ بھاں پور میں ایک خرقہ پوش دارثی درویش ملے جو بڑے ذاکر و شاغل اہل دل تھے۔ میں
نے ان سے ایک مرتبہ کہا کہ اگر تمہارے پیر مل جائیں تو ضرور مرید ہو جاؤں۔ انسوں نے
اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ وہی ہاتھ ہے۔ اس کے بعد میرے دل میں خود نہود
حضور کی بیعت کا خیال پیدا ہو گیا۔ جب میں دیوبہ شریف میں حاضر ہوا تو آپ نے خود خود
ارشاد فرمایا ”یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ دو نہیں۔“ اس کے بعد میں حضور انور کے دست مبدک
پر بیعت ہوا۔

مسکین شاہ دارثی، تیم شاہ صاحب دارثی، معصوم شاہ صاحب دارثی دہلوی، قادر شاہ
صاحب دارثی بھر ایوں، اور ان حضرات کے علاوہ دیگر فقراء دارثی حضور کے زمان میں

لوگوں سے بیعت لیتے تھے۔ اور بطور شکایت حضور سے کوئی عرض کرتا کہ یہ حضور کے فناں فقیر کے مرید ہیں۔ حضور کی موجودگی میں ان کو بیعت لینے کا کیا حق ہے۔ حضور انور ان سے بیعت لے لیں۔ تو آپ ان مریدوں سے فرماتے سنو، تم ہمارے مرید ہو یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ ایک ہی ہے ان سے اور ہم سے محبت رکھو۔" اور آپ اس بیعت کو قائم رکھتے اور دوبارہ بیعت نہیں لیتے تھے اور اسی بیعت کو جائز رکھتے تھے۔ اس قسم کے واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح آپ دیگر امور میں ایک خاص شان رکھتے تھے اس مسئلہ میں بھی آپ کا جد ایکاں طریق عمل تھا۔ چونکہ ہربات کے کمال پر آپ کی نظر تھی اس لئے خرقہ کا عطا فرمانا گواہ روحانیت کے حاصل کرنے کی ترغیب تھی اور اپنی ہستی کو منداہی نے کی تعلیم وہدایت تھی اور طلب صادق ہے تو حضور انور کی مقدس روحانیت چشم زدن میں نمایاں تغیر پیدا کر دیتی تھی۔

سرکاردارث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کا سلسلہ بیعت چددی ہے۔ جو لوگ سرکار عالم پناہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور بیعت کے خواہشند ہوتے ہیں تو وہ مزار مبارک کی چادر شریف سے بیعت ہو جاتے ہیں۔ اور اکثر لوگ خرقہ پوش فقراء و ولیٰ کے ذریعہ سے سرکار عالم پناہ کے حلقہ مریدی میں داخل ہو جاتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ تابد جاری رہے گا۔ سرکاردارث پاک کے وصال کے بعد سے اب تک ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہندو، سکھ، یہودی، مسلمان، پارسی اور یہودی غرض ہرمنہ ہبہ ملت کے لوگ سلسلہ ولیٰ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔"

(مشکوٰۃ حقانیہ)

زمانہ حیات سرکاردارث پاک میں جن جن فقراء صاحب سلسلے کے دست گرفت طالب یا مرید حضور کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے کبھی اٹھدا خوشی نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ بُ نظر شفقت ان کو دیکھا اور سرور ہو کر یہی لرشاد فرمایا "سنوسنوم ہمارے مرید ہو یہ ہاتھ اور وہ ہاتھ ایک ہے ان سے اور ہم سے محبت رکھو۔ جو طمع میں گمرا جائے وہ ہمارا نہیں، بڑی فقیری یہ ہے کہ ہاتھ نہ پھیلے۔" (تعارف)

(نوٹ)

نفرائے احرام پوش کے بھی چند اقسام ہیں۔ چنانچہ ایک وہ ہیں جن کو سر کار سے تبند
میں لگوٹ مرست ہوا اور وہ مکمل قیودات احرام پوشی کے پابند ہیں اور دوسرے وہ جن کو
تبند عنایت ہوا ہے اور متأمل ہیں۔ تیرے وہ جن کو نصف تبند مرست ہوا اور بقیہ ملبوس
ان کا حسب دل خواہ رہا۔

(مرتب)

مولود شریف

”محفل میلاد شریف میں آپ تشریف لے جاتے اور وقت پیدائش آپ قیام فرماتے“

(حیاتوارث)

”میلاد خیر العباد حضرت سید عالم فخر بنی آدم رسول اکرم ﷺ کا خاص شوق تھا
اور حضور پر نور زمانہ شباب میں بہت زیادہ شرکت فرماتے تھے بعد ختم بخش آیات خود بھی پڑھتے
اور محفل میں جو حافظ وقاری حاضر ہوتے تھے ان سے بھی پڑھواتے تھے۔ محفل میں
میلاد شریف میں فضائل درود شریف مجزات اور حالات ولادت باسعادت و ذکر معراج
شریف وغیرہ اور جو محبت کے متعلق بیانات ہیں حضور انور کی روید و پڑھے جاتے تھے۔

صحیح و مستند حالات سماعت فرماتے تھے اور قیام نمایت ادب و احترام سے کرتے تھے اس
تقریب پر بہت اظہار سرست فرماتے تھے، حضور انور کی جانب سے اکثر محفل میلاد شریف
ہوتی تھی۔ چنانچہ مولانا مولوی سید شاہ محمد علی حسن صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی مند آرائے
پھوجوچ شریف لکھتے ہیں کہ جب حضرت حاجی صاحب قبلہ نے ترک سر فرمانے کے بعد دیوب
شریف میں اقامت فرمائی تو آپ کی رحلت سے چند سال قبل محض بغرض ملاقات میں نے
دیوب شریف کا قصد کیا۔ میرے پیخنے سے ایک روز قبل آپ نے شاہ فضل حسین صاحب
دارالیٰ بجاؤہ نشین حضرت شاہ ولایت صاحب سے لرشاد فرمایا کہ شیرینی تید کروں کل
میلاد شریف ہو گا۔ چنانچہ دوسرے دن دوں بچے دن کو میں پہنچا تو شاہ فضل حسین صاحب
کے پاس مقیم ہوا۔ شاہ فضل حسین صاحب نے اثنائے گنتگو میں تذکرہ کیا کہ آپ نے

حضرت قبل کو اپنے آنے کی اطلاع دی ہوگی جو مولود شریف کے لئے مخالف تیار کر ارکمی ہے۔ میں نے کماں لیا اللہ کے دل روشن ہوتے ہیں۔ ان کو اپنی روشن ضمیری سے میرے آنے کا حال معلوم تھا اس روز بھی محفل میلاد منعقد ہوئی۔ اور شب کو پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل پھر شاہ صاحب سے مولود شریف پڑھو تو۔ چنانچہ شیرینی تیار ہوئی اور دوسرے روز بھی محفل میلاد شریف منعقد ہوئی اور دوسرے روز بعد فتح میلاد شریف میں ان سے رخصت ہوا۔ (مشکوٰۃ حقانیہ)

محرم شریف

ایک مرتبہ محرم الحرام میں حضور پور (صلی بارہ بیکی) میں تھے عشرہ کے دن صبح کو میرے خالہزاد بھائی حکیم ابریم صاحب سے کہا کہ ہم زیارت کو چلیں گے۔ وہ ساتھ ہوئے رائے میں جا کر ایک والان کے سامنے حضرت کھڑے ہو گئے۔ حکیم ابریم حضرت کے پیچے کھڑے رہے۔ جب علم یا تعزیہ آتا تو حضرت سلام کرتے اس وقت حضرت کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوتے تھے۔

تا اعتمام عشرہ محرم نیا تمبد، رضاۓ ولائی غرض کے نیا کپڑا آپ نہیں پہنتے، مجلس محرم میں آپ شرکت فرماتے۔ بیان شجاعت آپ مختصر سنتے اور بعد اعتمام محفل قتل اختصار کے ساتھ ہوتا۔ شب عاشورہ کو زیارت کے واسطے اکثر آپ چوکوں پر تشریف لے جاتے گر پیدا ہو جاتے۔ تعزیہ یا علم جب سامنے سے گزرتا تو آپ فوراً کھڑے ہو جاتے اور جب تک روپوش نہ ہوتا آپ نہ پڑھتے تا عشرہ محرم آپ قصہ، غزلیں، قصیدہ کچھ نہیں سنتے، بلکہ دوسرے روز تک یہ مرثیہ میال ار حکیم شاہ دد گیر خدام وغیرہ آپ کے سامنے پڑھا کرتے اور آپ سنتے تھے۔ جو مرثیہ پڑھا جاتا تھا اس کا پلا مصروع یہ ہے۔

جب مشک بھر کر نہ سے عباس گازی گھر چلے

اکثر آپ بھی اس مرثیہ کو بہت جوش اور شوق سے پڑھتے تھے۔ تا عشرہ محرم روزانہ خروجیات بخڑت ہوا کرتی۔ سیل اور تقسیم غله تمام دن جاری رہتا۔

ایک ان ایک صاحب نے حسن خدمت کیا کہ حضور محرم کو لوگوں کی سمت لے گئے ہیں۔
پس آپ نے نہایت فضیل اور جمال میں آکر فرمایا کہ یہ سب بخوبی ہے ہیں۔ لوگ فاتحہ درود
نہ رات میں کر اماڑا ہے یہی یہ قیامت تک نہ ہو گا۔” (حیات و اثر)

”ماہ محرم شریف میں حضور عزیز یہ نالوں میں باتے تھے اور اب آخر زمانہ میں بھی دیوب
شریف میں پھوٹی لیلی اور گھینٹے میال کے تعزیوں میں باتے تھے کبھی تموزی دین نشست
فرماتے اور سامنے کھڑے ہو کر چلے آتے۔

حسن کو کل بستی کے تعزیے آپ کے دروازے پر آتے اس وقت حضور انور باہر
تشریف رکھتے اور کھڑے دیکھتے رہتے تھے۔ جب تعزیز دار تعزیوں کو لے کر چلے جاتے تھے۔
اس وقت حضور انور اندر تشریف لاتے تھے۔ تعزیوں کو دیکھتے وقت حضور انور کی مجید حالات
مشاهدہ میں آتی تھی اور دیر تک حضور انور سکوت کے نالم میں رہتے تھے۔ عشرہ محرم اور چشم
کے روز آستانہ عالیہ پر سبیل رکھی جاتی تھی۔

صاحب تخدیۃ الا صفائیانے لکھا ہے کہ حضور انور اہم ائمہ محرم سے تلاوت قرآن شریف
زیادہ فرماتے تھے۔ مگر اب آخری زمانہ میں تبدیل رجہ نعایت سکوت دیکھا گیا۔

پہلی محرم سے عشرہ محرم تک آپ مریئے بھی سنتے تھے۔ مگر اہل بیت کرام کی شجاعت
اور بیهادری کے مذکورے لور صحیح روایات جو مستند ہوتی تھی ساعات فرماتے تھے۔ اگر بنن وغیرہ
کا کوئی بند پڑھا جاتا تو آپ فرماتے تھے ”یہ غلط ہے وہ تو تسلیم درضا پر قائم ہے۔ ایسا نہیں ہو۔
یہ روئے رلانے کے لئے ہتھے ہیں۔“

حضور انور کو صحت و اقعات کا بہت خیال رہتا تھا۔ شیخ علی حسن صاحب مختصہ بہ راز
سے ایک مرتبہ بعد عشرہ محرم حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے کوئی نوادر نہیں لکھا۔
انہوں نے دو توہہ اسی دن تصنیف کر کے پیش کیے۔ آپ نے نہایت سکوت سے ان کو سنا اور
سننے کے بعد ارشاد فرمایا ”یہ خلاف روایت نہیں ہیں۔“ آپ انہی روایت کو پسند فرماتے تھے
جو صحت پر مبنی ہوتی تھیں لور جو نہ ہباؤ شرعاً منوع ہیں ان سے اختراء فرماتے۔ اور کوئی فعل
ایسا حضور انور کی ذات مسجحہ اس صفات سے ظہور میں نہیں آیا جو خلاف تسلیم درضا ہو اس کی

ہر حال میں پابندی تھی۔ محرم میں عشرہ تک آپ سائے دنیا، نہیں سنتے تھے۔ ایک اور خاص
حالت رہتی تھی۔ ”(مشکوٰۃ حفایہ)

گیارہویں شریف

گیارہویں شریف کی تقریبیوں سے بہت شاد ہوتے تھے۔ اور خود بھی آپ کی طرف
سے انتظام ہوتا تھا مگر آخر زمانہ میں شرکت کم ہوتی تھی۔ جب کوئی شخص فاتحہ کے لئے
شرمنی وغیرہ لاتا تھا تو حضور پر نور خود بھی فاتحہ دیتے تھے۔

ایک مرتبہ گیارہویں شریف کے متعلق استفسار کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ مقام ”ہو“
ایک عجیب مقام ہے (حساب اجده) ”ہ“ کے پانچ اور ”واو“ کے چھ ہوتے ہیں۔ پانچ اور چھ
ملا کر گیارہ ہوتے۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی یہی منزل تھی۔ انتایہ کہ گیارہویں
والے میاں مشہور ہو گئے۔

”جن لوگوں کو خاندان قادریہ سے نسبت ہوتی ہے اس پر جادو اور ٹونے کا اثر نہیں
ہوتا۔“ (مشکوٰۃ حفایہ)

ہندوؤں کو توحید کا سبق

جب کوئی ہندو داخل سلسلہ ہوتا تھا تو استغفار کے بعد اقرار اطاعت لے کر یہ ہدایت
ضرور فرماتے تھے۔ کہ ”پتھر کونہ پوجو اور حصینے کا گوشت نہ کھانا اور برہم پہچانو۔“
یہار کے ایک نہایت قابل پنڈت صاحب کا واقعہ ہے کہ جب وہ حضور کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو انہوں نے زبان سنسکرت میں دواشلوک پڑھے، جن میں توحید بدی تعالیٰ
کا ذکر تھا۔

حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ ”پنڈت جی اس زبانی اقرار کے ساتھ تصدیق بالقلب کی بھی
ضرورت ہے جس کے بغیر تمہاری یہ تصنیف بے نیک کا کھانا اور بے سر کی تصویر ہے۔
اور کہیے یہ ہے کہ تصدیق بغیر محبت کے نہیں ہوتی اور محبت کا خاصہ یہ ہے ’تَخْرِيقُ
مَأْسَى الْمَحْبُوب‘“ (ترجمہ) محبت محبوب کے سواب کچھ جلا دیتی ہے۔ پس نتیجہ یہ ہے

کہ جب تک خودی کا خیال اور دوئی کا حجاب حاصل ہے خدا کی یکتا کا یقین کامل اور اس کا عرقان ہا ممکن ہے۔ تم نے بھگوت گیتا میں پڑھا، وہ مگر کرشن جی نے ارجمند کو سمجھا دیا تھا کہ انسان کے دل سے دو بدھا کا بدبند نما خیال مت نہیں ملت اجہ تک کہ پرم کی لامگ سے مر ہم کا در حیان مکمل نہ ہو جائے۔

سر کار عالم پناہ نے اس کے بعد فرمایا پنڈت جی خدا اور بندے کے درمیان جواہر ارہیں اس پر دو بدھا کا پردہ پڑ جانے سے انسان کی آنکھ احوال ہو جاتی ہے۔ لیکن اس حجاب کو جب محبت کے ہاتھ پھالتے ہیں تب بندہ اپنی حقیقت سے واقف ہو کر صفات الہی کی حقیقی شان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ محبت ہے تو سب کچھ ہے اور محبت نہیں تو کچھ نہیں جیسا کہ مولانا روم نے کہا ہے۔

از محبت مردہ زندہ می شود

از محبت شاہ بندہ می شود

ایک مرتبہ ایک ہندو مرید سے فرمایا ”محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک صورت کو پکڑ لو۔ وہی تمہارے ساتھ یہاں رہے گی، وہی مرتے وقت وہی قبر میں، وہی حشر میں ساتھ رہے گی۔

”ایک ہندو مرید کی جب بیعت لی تو یہ حکم ہوا کہ پتھر کو پٹھر جو گے تو پتھر ہی دکھائی دے گا اور برہم پچانو گے تو انوار الہی کا مشاہدہ ہو گا۔ اور ہر وقت اسی ذات کی تسبیح پڑھا کرو۔“
اکثر ہندو مریدین کو بھی تصور کی ہدایت ہوئی۔ (سمی الحادث)

یہودیوں کی ارادت

”دراس سے ایک یہودی ڈاکٹر اور ایک عورت مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔
حضور نے ان کو مرید کیا اور فرمایا کہ ”اس کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرو کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے رسول اور کلم تھے۔ اسی طرح حضرت محمد ﷺ خدا کے حبیب اور خیر تھے اور جو چیزیں قرآن میں حرام اور منوع ہیں ان سے

پر نیز کرنا اور جو فرض ہیں ان کو جانا اور جھوٹ نہ بولنا۔“

ڈاکٹر ہارون صاحب جو بعینی میں قیام پذیر تھے اور ان کا پیشہ ڈاکٹری تھا۔ جب وہ مرید ہو چکے تو ان سے سرکار عالم پناہ نے فرمایا ”تو کری چھوڑ دو اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچاؤ۔ خدا رازق ہے۔ تمہارا حصہ تم کو ضرور ملے گا۔“
(سعی الحادث)

پارسیوں کی عقیدت

”ڈاکٹر دوسائیہ کی اور ان کے بہن حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ مرید کرنے کے بعد سرکار عالم پناہ نے ان کو یہ ہدایت فرمائی مجت کا تقاضا یہ ہے کہ دل ہر وقت یادِ محظوظ میں مصروف رہے۔ اور ہاتھوں سے دنیا کا کام اس طرح کرو کہ نہ دل کو ہاتھوں سے سروکار ہو اور نہ ہاتھوں کو دل سے تعلق رہے اور اس کی تصدیق ہو کہ خدا ہر ایک تمثیل اور تشیہ سے مفر اور واحد اور قدیم ہے۔ جاؤ خلق کو فائدہ پہنچاؤ۔ ڈاکٹر کی بہن نے عرض کیا۔ میرے پیارے رہنمای میرے لئے کیا حکم ہے۔؟ ارشاد ہوا ”بجز خدا کے کسی کو معبدوں نہ جانو لور تم ہر صینہ کے وسط میں تین روزے رکھا کر واد جس کو بخوبی کوئی بخوبی اس کو کھانا کھلاو اور جو پیاسا ہو اس کو پیانی پلاو۔“ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اور ان کی بہن دونوں کو استغفار پڑھایا اور داخل سلسلہ فرمایا اور متجسم یوں سے ارشاد فرمایا ”آتش پرستی کر چکے اب تمام عمر مجت کی آگ کا سامنا ہے جو غیر اللہ کی تعلق کو جلا دیتی ہے۔“
(سعی الحادث)

عیسا یوں کا استفادہ

”ایک یورپین رئیس جس کا نام کاؤنٹ گلار زا تھا وہ پیرس سے ایک مترجم کو ہمراہ لے کر دیوہ شریف آیا اور حاضر خدمت ہو کر آپ کے دست حق پرست پر تائب ہوا۔ اور بعد اقرار بیعت بہ ہزار عجزو نیاز استدعا کی کہ آپ کے توسط سے اسی زندگی میں اور ان میں آنکھوں سے حقیقت صفات صدیت سے آگاہی اور بھگی انوار حدیث کا مشاہدہ چاہتا ہوں۔

سرکار نے بجمال شفتت اس کی تسلیم کی اور تشغی فرمائی اور تبسم کے ساتھ اس طالب خدا کو سینے سے لگایا۔ جب دوسری مرتبہ حاضر ہوا تو حضور نے مترجم سے فرمایا ان کو سمجھادو

کہ "محبت خدا کی قیمت روپیے اور اشرفتی نہیں ہے۔ جو شخص اپنی ماقبت پنجواڑا ہے اس کو خدا ملتا ہے۔ اگر تقدیم ہو تو ہر چیز میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے۔"

اس پورچین رئیس نے اپناد سختگلی رجسٹری شدہ خط مورخ ۱۳ اگسٹ ۱۹۰۵ء کے آخری حصہ میں اوگھٹ شاہ صاحب وارثی رحمت اللہ علیہ کو یہ لکھا ہے "میں آپ سے معافانہ کرتا ہوں اپنے ولی کے حضور میں۔ میں نے ان کو دیکھا کہ دوسرے عالم میں پڑ رہے ہیں اور رحلت کے قریب انہوں نے اپنے وعدے اور میری خواہش کو پورا کر دیا اور مجھ کو اپنے قلب سے توام کر لیا۔" (ستی الحارث)

عمر و انصار

"ایک مرتبہ جسٹس مولوی سید شرف الدین صاحب حضور کی خدمت میں ایک ایسا آلہ بصورت تحریما میٹرا لائے جس سے غصہ، ذہانت، حافظہ، رنجش، خوشی، غیرہ کا اندازہ ہوتا تھا اس کو مٹھی میں دبایا جاتا تھا اور اس کا پارہ چھ جاتا تھا انسان کے مزاج کی حالت معلوم ہوتی تھی۔ وہ شیشہ حضور نے اپنے دست مبارک میں لیا اور حسب معمول پارہ اور کوچ زحا۔ اس کے بعد آپ نے رکھ دیا۔ اس کے بعد اکثر لوگوں نے اپنی مٹھی میں لیا۔ جو شخص اس کو لیتا تھا اس کے متعلق حضور سے عرض کیا جاتا تھا کہ اس درجہ کی ذہانت ہے اس درجہ کا غصہ، اس درجہ کا حافظہ ہے۔ اور حضور انور تبسم فرماتے تھے۔ مولوی سید شرف الدین صاحب کو خیال پیدا ہوا کہ جلدی میں حضور انور کے مزاج کی حالت نہ معلوم ہو سکی۔ چنانچہ عمر وہ شیشہ حضور کی خدمت عالی میں پیش کیا تو حضور نے سابق کی طرح مٹھی میں دبایا تین اس کا پارہ یا تیزاب نے اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی۔ سید صاحب موصوف نے خیال کیا کہ پوری گری نہ پہنچی۔ اس لئے انہوں نے اپنے ہاتھ میں حضور کی مٹھی لے کر خود اچھی طرح دبایا مگر وہی حالت رہی اور کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ سب کو حیرت تھی کہ اس کا فعل سابق ہو گیا۔ یہ کیبات ہے سب اسی خیال میں تھے کہ حضور نے ایک خاص انداز سے دست مبارک کو جنک کر وہ شیشہ رکھ دیا اور زبان مبارک سے صرف اس تدریس ارشاد فرمایا "هم کچھ نہیں ہیں۔"

میاں ظہور اشرف صاحب کا ایک مرتبہ حضور انور کے ساتھ ایک تک گلی کی طرف سے گزر ہوا۔ ایک کتا آرہا تھا اور قریب تھا کہ حضور انور کے ملبوس مبارک سے اس کا جسم مس ہو جائے کہ آپ نے دامن سمیت لیا میاں ظہور اشرف صاحب نے بھی اپنا بیس چالا۔ آپ نے متجمس ہو کر دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے کپڑے کو کیوں چالا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جس طرح سے حضور نے کتنے کی نجاست کے باعث اپنے احرام شریف کو علیحدہ فرمایا۔ یہ سن کر حضور انور کی پیشانی مبارک میں کشیدگی کے آثار تھیاں ہوئے۔ آپ نے اپنے زانوئے مبارک پر دست اطراف کو بدل کر فرمایا کہ میں نے اس خیال سے تبند کو سمیت لیا کہ مباداً کتا میرے پیر ہن سے ٹاکنے ہو جائے۔

حضور انور خود نمائی سے سخت متحرز تھے۔ حضور انور کبھی کوئی ایسی بات نہیں فرماتے تھے جس سے آپ کی کرامت یا خرق عادت ظاہر ہو جائے۔ حالانکہ حسب ذیل واقعہ مشہور اور معروف ہے مگر چونکہ خود ستائی سے اجتناب تھا اس لئے کبھی کسی کرامت یا خرق عادت وغیرہ کو اپنی طرف نسبت نہیں فرماتے تھے۔

خوشنہ آں باشد کہ سر دلبر اہ

اُنہے آئید در حدیث دیگر اہ

چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ لکھنؤ میں نواب نے قوالی بند کر دا اور کہ دیا کہ اگر قوالی ہو تو کسی کو حال نہ آئے یہ کمر ہے۔ (نواب کا نام یاد نہیں شاید سعادت علی خان تھا) اس حکم سے لکھنؤ میں قوالی قطعاً بند ہو گئی اور کبھی قوالی ہوتی بھی تھی تو کوئی فقیر ڈر کے مارے نہیں جاتا تھا۔ اس زمانہ میں فقیر لکھنؤ میں آیا۔ اس کی مرید نے دعوت کی اس نے کہا جب تک قوالی نہ ہو گی ٹھیک نہیں ہے۔

سب سے کہا بادشاہ کا حکم نہیں ہے۔ فقیر نے کہا حال کا حکم نہیں ہے۔ چنانچہ قوال بلانے گے۔ بادشاہ کو بھی خبر ہو گئی وہ بادشاہ ایک کرتا پس کر قوالی میں آئیں ہا۔ قوالی ہو رہی تھی۔ اس فقیر نے قوالوں سے کہا کہ اب یہ شروع کر دو۔

رہے عز و جلال و تراب فخر انسانی

ملت راشنی مُثُل اتنا نئے شیریوالی

بیسے دن والوں نے یہ شعر ترجمہ کیا۔ نواب نے اپنے پڑے پھر اسے پھر اسے پھر اسے کامیاب کرنے کا مکالمہ میں سننے دیتے۔ ہر چند لوگوں نے اس کو پکڑا، مگر اس کا طالع کم نہ ہوا۔ جب فتحیر صاحب کی بہت خوشحالی کی تو انہوں نے پانی دیا جو اس کے منہ میں ڈالا گیا اور اسے ہوش آیا۔ پھر نواب نے کہا کہ آج سے ممانعت نہیں ہے۔ یہ حال مکر نہیں ہے۔” (مشکوٰۃ حقانیہ)

ذوق سماع

”حضرور انور کے ایام طفولیت کی کچھ روایات مشہور ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو ابیسر شریف اور شکوہ آباد میں کیفیت ہوئی اور حضور کی کیفیت سے تمام مجلسِ مت ودہ ہوش ہو گئی۔ مگر زمانہ شباب کے بعد کی کوئی ایسی روایت سننے میں نہیں آئی جس سے یہ معلوم ہو کہ آپ کو سماع میں ایسی کیفیت و حالت ہوئی ہو جسے ظاہر ہنن نگاہیں وجد و حال سے تعبیر کریں۔ اب آخر زمانہ میں حضور سال ہمراں میں ایک مرتبہ اپنے والد بزرگوار سیدنا و مولانا حافظ سید قربان علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں سمع سنتے تھے اور ایک غزل سن کر ارشاد فرمادیتے کہ بس۔ البتہ گانے والوں کی والداری کے خیال سے اجازت دے دیتے تھے مگر وہ بھی صرف چند منٹ کے لئے۔

مولوی سید شرف الدین صاحب قبلہ (آزیبل جشن پٹنہ ہائی کورٹ) تحریر فرماتے ہیں کہ حضور انور جب باکلی پور میں تشریف لائے تو ایک انبوہ خلاف تھا اور دوسری طوائف حیدری اور چھنپ بھی موجود تھیں۔ حیدری کو گانے کی اجازت ملی مگر اس کرے میں گانے کی اجازت نہیں ملی جس میں حضور انور تشریف رکھتے تھے بکھر دوسرے کرے میں گانے کے لئے ارشاد ہوا اور دو چار منٹ کے بعد حضور انور نے حکم دیا کہ اب گانا بند کر دو۔“

(مشکوٰۃ حقانیہ)

”جب حضور انور عظیم آباد تشریف لے گئے تو آزیبل جشن شرف الدین صاحب نے

حضور انور کی آمد کی تقریب میں نہ کانسایت اعلیٰ پیمانے پر اہتمام کیا تھا۔ جب بھغل میں مجع
ہو گیا تو جناب مولوی براہیم بیگ صاحب شید اوارثی حضور کی خدمت عالی میں حاضر ہوئے
اور عرض کیا کہ حضور انور بھغل میں تشریف لے چلیں تو آپ نے فرمایا ”میں یہاں سے بھی
ویسا ہی دیکھتا ہوں“ حضور کے اس ارشاد سے شید امیاں پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔
انہوں نے چشم خود دیکھا کہ دیواروں کے جواب سامنے سے بالکل اٹھ گئے ہیں اور جلد
کامنظر پیش نظر ہے۔ یہ واقعہ دیکھ کر شید امیاں خاموش چلے آئے اور پھر اصرار نہیں کیا۔
حق یہ ہے کہ حضور پر نور کے سامنے سب کچھ روشن تھا۔ حضور پر نور شرکت نہیں فرماتے
تھے اور بھیس ہوا کرتی تھیں۔ غوش و مدکات کا نزول ہوتا تھا۔“ (عین الریسم)

تعلیم و ارشاد و مجاہدات

”محبت کرو اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاو۔“
عشق میں ایک صورت کے سوا دسری صورت کو دیکھنا شرک ہے۔
محبت محبت کی زبان پر قفل لگادیتی ہے کہ اسہر ارْحَقِیت کا انعامانہ کرے۔
حد میں سوانع نقصان کے فائدہ نہیں۔
حد سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ محمد بھگی صاحب وارثی رئیس عظیم آبادی
حاضر خدمت ہوئے تو حضور نے بجمال شفقت فرمایا کہ مولوی صاحب تم تصور کر لیا کرو۔
مولوی صاحب نے عرض کیا کہ کس کا تصور کروں۔ اس وقت حضور قبلہ عالم نے جواب
آمیز تعبیر کے ساتھ چڑھا اندس پر دست پھیر کر فرمایا اس صورت کا تصور کیا کرو۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے ایک ہندو دست گرفتہ کو تصور کی ہدایت کر کے رخصت فرمایا۔
اسی ہنگام میں نیتو شاہ صاحب وارثی خام خاص نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی تصور کرنے کا حکم
ہو۔ فرمایا ہر وقت قلب میں صورت محبوب کے دیکھنے کی خواہش کرو اگر محبت ہے تو برزخ
قائم ہو جائے گی۔

ایک نوآموز حلقة بجوش نے خدمت اندس میں عرض کیا کہ موجب ہدایت تصور کرتا ہوں

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فرمائجاب مالک، اور بات ہے حضور نے فرمایا جواب مالک، وہ تو
پندرہ وارث شریف پڑھ لیا کرو۔

حضور قبلہ عالم نے اپنے مخصوص اور باخبر خلاموں کو فضل سلطان الاذکار بھی تعلیم فرمایا ہے۔
چنانچہ سرکار عالم پناہ نے جس دست گرفت کو فضل سلطان الاذکار تعلیم فرمایا تین روز میں
اور ای مالت طاری ہو گئی اور اس کے ملکوں سے آواز لطیف آئے گئی۔

دار عین الدین صاحب بغدادی کی یہ حالت ہو گئی کہ کسی تقریب سے ہندوستان آئے اور
سرکار عالم پناہ کا ہم ہی ساتوپلے مفترض ہوئے کچھ عرصہ بعد خوبی قسم سے حضوری
نصیب ہوئی تو حضور قبلہ عالم کی نظر عنایت نے یہ کرشمہ دکھایا کہ موصوف کے قلب سے
حباب علم ایسا انداز کے عالمان لباس سے بسکدوش ہو کر فقیر تہبند پوش ہو گئے۔ بغدادی شاہ کا
ذرا بھی ٹھاکری مشغله یہ بتایا گیا کہ پرانے جو توں کی مرمت کیا کرو۔ مگر چار پیسے سے
زیادہ نہ لو۔ دو پیسے خرات کردو اور دو پیسے میں برا وقت ہو۔ چنانچہ موصوف نے تمام
مریکی کیا۔ اور کبھی اپنے علم کا ذکر زبان پر نہ لائے۔

پنڈت فضل رسول شاہ صاحب داری کا پسلانام رام او تار شاستری تھا۔ اور سنا ہے کہ
موصوف جس طرح سُنگر کے عالم تھے۔ اسی طرح دھیان و گیان کے عامل تھے۔ جب
حضور قبلہ عالم کے حلقة خلائی میں داخل ہوئے اور محبت کا جاپ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ
دستِ فضیلت میکر ثابت ہوئی۔ مت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کی اور تعلقات عالم سے
دستِ بردار ہو کرتا حیاتِ ردولی شریف میں قیام کیا۔

یہی صورت پنڈت سیارام پچاری معروف بدین محمد شاہ داری کی ہوئی اور اسی طرح پنڈت
دیندار شاہ داری کا واقعہ ہے۔ آپ کا پسلانام کیسوارائے تھا۔ ” (سمی الحدث)
”شیخ مظفر علی قدوالی کو حکم ہوا کہ ایک پارہ قرآن شریف کا روز پڑھ لیا کرو۔ حافظ خدا نہ
صاحب کو جو آخر میں احمد شاہ صاحب کے ذکاب سے منسوب ہوئے ان کو نماز معموس تعلیم
فرمائی۔“

باوکھیال صاحب (غلام دارث) وکیل علی گڑھ حضور کے حکم سے صائم الدہر ہوئے۔

میاں عبدالصمد مولوی کو صلوٰۃ العش پڑھنے کی ہدایت ہوئی۔ شاہ ابوالحسن وارثی صاحب متوفی ایادو نے بارہ سال اس طرح روزے رکھے کہ پہلے تیرے دن اور آخر میں سات روز کے بعد افطار کرتے تھے۔

حاجی عباس علی شاہ صاحب کو پیدا ہو جیت اللہ کا حکم ہوا۔ جن کو ذکر و شغل کی تعلیم فرمائی وہ بھی مختلف الحال ہے۔ کسی کے واسطے وقت کی پابندی ہے۔ کسی کے واسطے یہ حکم ہے کہ ایک سانس بھی خالی نہ جائے۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک اسم باری تعالیٰ کا اگر چار اشخاص کو تعلیم فرمایا تو چار طریقے سے۔ مثلاً ولی شاہ صاحب وارثی حق کے ذکر میں ایسی قوی ضرب لگاتے تھے جیسے کسی نے پرہنخوڑا پڑھتا ہے۔ اور معصوم شاہ صاحب وارثی اسی اسم حق کا ذکر بیوں کرتے تھے جس کی ضرب باہر کی سانس کے ساتھ سست اعلیٰ جاتی تھی۔ حق اللہ شاہ صاحب کی ضرب متواتر اور بغیر بساطت ہوئی تھی۔ یہیم شاہ وارثی اسی اسم حق کا ذکر کردائی بطور پاس انفاس کرتے تھے۔ دائم شاہ وارثی ذکر اسدی کے خاص عامل تھے۔

رحیم شاہ صاحب وارثی کو پاس انفاس میں ہر دو ضرب کی ہدایت تھی۔ ” (مشکوٰۃ حنایہ) ”نعمت اللہ شاہ صاحب ذا کراپتات ہیں۔“

حاجی یحیو شاہ صاحب وارثی خادم نے چھیس سال تک روزے رکھے۔ حاجی کلی شاہ صاحب وارثی متوفی ضلع بارہ بھی اور مسکین شاہ صاحب وارثی اور علی ملی سکین صاحبہ وارشیہ دختر گلاب شاہ صاحب سکنہ اگرہ اور حاجی رمضان شاہ وارثی متوفی فتح پور تمام عمر دائم الصوم رہے۔

رومی شاہ صاحب ترک وارثی اور مسکین شاہ صاحب وارثی رئیس مقامات ال آباد دائم الصوم اور قائم اللیل تھے۔

ملی ملی نصیمن شاہ صاحبہ وارشیہ تاہیات اس کی پابند رہیں کہ دو روز صرف پانی سے افطار اور تیرے روز بعد افطار کھانا کھاتی تھیں۔

حافظ احمد شاہ صاحب وارثی اکبر آبادی نے بارہ سال نماز معکوس پڑھی۔ شیخ مقصود علی شاہ وارثی رئیس پیٹے پوری کو صلوٰۃ العش کی مداویت کا حکم تھا۔

مودتی برکت اللہ صاحب داری متومن ہیلی بمحیت کورڈانہ چونیس پڑا رچار سو مریہ
درود شریف پڑھنے کا حکم تھا۔

گھنٹے میں ایک سید الی صاحب داریہ کو نکلے طیبہ کے دردکابہ اس شرط حکم تھا کہ ہر وقت باوضو
پڑھا کرو۔ چنانچہ دیکھا ہے کہ اس فرمان کی تعیل میں وہ معینہ اس قدر منکر رہی تھیں کہ
بات کرنا چھوڑ دی تھی اور کہا ہے اصرار ایک دفعہ کھاتی تھیں اس خیال سے کہ ورد میں نصان
ن آئے۔

بعض کے لئے جاندار سواری کی امتیاز اور سیاحت کا حکم تھی تھا۔

بعض کو ہر سال حج کرنے کا حکم تھا۔

یتیم شاہ صاحب داری بارگاہ داری کے قدیم تبدیل پوش فقیر تھے۔ چالیس سال تک شب
بیدار رہے۔

ایک طالب خدا نے حاضر خدمت ہو کر تخلیع تعقیبات کی استدعا کی جاتی حضرت نے اپنا
مستعمل احراام اس کو تفویض فرمایا۔ اور ہیدار شاہ خطاب مرحت ہوا۔ اور ذکر اسدی تعلیم
غرض کر ار شاد ہوا کہ رات دیدار کے واسطے ہے کہ ن خواب غفلت کے لئے۔ تم شب کو آبادی
کے باہر یہ ذکر بھر کیا کرو اور جب تحکم جاؤ تو کلے طیبہ یا ورود شریف کا ورود مسئلہ رہے اور
دن کو اگر غیند معلوم ہو تو اس طرح سوہا کے لوگوں کی منشو اور آواز فقار ٹوٹی سنائی دے۔

حاجی موئی شاہ صاحب داری ہدام واپسیں کھڑے نہیں ہوئے کیونکہ وقت تبدیل پوشی ان کو
تعنت کی بائیں الغاظ ہدایت ہوئی تھی کہ ”فقیر کو چاہئے کہ خدا کی کفالت پر بھروسا کرے
اور صبر سے مٹھا رہے۔

جن فیلمی داریہ صاحب کو ”تمند مرحت ہوا تو فرمایا تھا کہ ”خدا رازق ہے ہنگ توڑ کر اس کے
بھروسے پر بیٹھو۔ اس فرمان داری کی تعیل میں وہ ثابت نہم عورت تینیں سال تک کھڑی
نہیں ہوئی اور اسی حالت میں داعی اجل کو لمیک کہا۔

بعض ارادت مندوں کو بستی میں آنے کی ممانعت تھی جن کی زندگی جنگلوں اور غیر آباد
پہاڑوں پر کئی مثلاً جنگلی شاہ صاحب داری پیٹے پور کے ایک جنگل میں عزلت گزیں تھے۔

اور جیل شاہ وارثی شملہ میں ایسے ذمہ دار کام پر رہتے تھے جو گزر گا، نام نہ تھا۔ حافظہ دوست محمد صاحب وارثی حافظ جمال صاحب کے چلنے کے قریب پہاڑ کے ایک دترہ میں تاہیات ملتی رہے۔ ہندوستان کے باہر بھی ایسے مجاہدین کو اخوان ملت نے اکثر دیکھا ہے۔ حضور قبلہ عالم نے اکثر ادوات مندوں کو خاص خاص مجاہدات کی ہدایت فرمائی۔ مثلاً عظمت علی شاہ صاحب وارثی، مولوی عبدالحسن صاحب جھوری وارثی اور عباس علی شاہ صاحب وارثی کو تقلیل غذا کی ہدایت تھی۔ مخدوم شاہ صاحب وارثی اور حاجی گھوڑے شاہ صاحب وارثی کو ترک لذت کا حکم تھا جو بہت سادی نزد اکھاتے تھے۔ اور زادتہ نہیں لیتے تھے اور بعض کے لئے ترک حیوانات کا فرمیں تھا۔ جو خیال احتیاط نہ کے سے بیانی سے بھجو کر روٹی کھاتے تھے۔

عبدالرازاق شاہ صاحب وارثی جو موضع کھیولی ضلع بارہ بھی کے رہیں تھے۔ مگر ان کا قیام اکثر براہ ضلع پنڈ میں زیادہ رہتا تھا۔ ان کو سرکار عالم پناہ نے خاموشی کا حکم دیا اور اس وقت سے موصوف لکھ کر یا اشارہ سے کام لیتے تھے مگر ان کی یہ تکلیف دیکھ کر ان کے احباب کو افسوس ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب حضور قبلہ عالم پھر انکی پور تشریف لے گئے تو وہاں کے مخصوص عمالدین نے متفق ہو کر عبدالرازاق شاہ صاحب کی تکلیف کا انعام کیا اور بھی ہوئے کہ صرف ضرورت کے وقت بات کرنے کی اجازت ہو جائے۔ آپ نے تھوڑے ہال کے بعد عبدالرازاق شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا "میا تم کو تکلیف ہوتی ہے۔ موصوف نے شرم سے سر نیچا کر لیا۔ یہ دیکھ کر حضور نے فرمایا، تمہارا بولنا وہ ضعداری کے خلاف ہے بھی اشارہ بھی نہ کیا کرو اور لکھنا بھی چھوڑ دو۔ ادھر یہ حکم سن کر عبدالرازاق شاہ صاحب، ساکت اور آبدیدہ ہوئے اور ہر شان محبوبیت کے جوش میں سرکار عالم پناہ نے فرمایا۔ عبدالرازاق اس تھوڑی سی زندگی کو یوں کاٹ دو۔ وضع داری اسی میں ہے کہ اب مرتے وقت بھی کوئی کلمہ زبان سے نہ نکلے اور قبر میں نکیریں سوال کریں تو اس کا بھی جواب نہ ملے بھی حشر میں خدا کے سامنے بھی خاموش رہنا جناب والا کے ارشاد کا یہ حصہ کہ اس تھوڑی سی زندگی کو یوں ہی کاٹ دو اس کا بھی انعام ہو گیا کہ تجھے میئنے کے اندر عبدالرازاق شاہ صاحب وارثی نے بھادر علی

ذال مصاحب خان بیمادر و رئیس بہاذہ کے مکان پر انتقال کیا۔

جادڑ گاہ شاہ صاحب دارثی ساکن اگرہ کرہ، مداری خاں کو یہ حکم تعین دیا کہ کسی وقت آنکھیں بند نہ کرو۔ شب و روز ایک نشست سے پہنچو اور بیشہ ہیدار ہوا اور جو کچھ خدا دکھائے دیکھو اور من کا ان فی ہذاہ اغمی فتویٰ الآخرہ اغمی کے مصدقہ نہ ہو اور ہرہ وقت کی مصروفیت کے واسطے شغل سلطان الازکار تعلیم فرمایا۔ چنانچہ چوالیں سال تک سرکار عالم پناہ کا سچا فرمائیں بردار ایک پتھر کا تکمیلہ لگائے آنکھیں کھولے عالم تیرت میں خلدہ اور اسی حالت گھویت میں وہ جاں نہ کر دارثی قید ہستی سے آزاد ہوا کر جوار شاہد حقیقی کی سیر میں منصرف ہوا۔

خدا نہیں شاہ صاحب دارثی کو سرکار عالم پناہ نے موضع پینڈ ملائی بارہ بھی میں بستی کے باہر چند شرائط کے ساتھ گوشہ نشین فرمایا جس میں بعض ادکام یہ تھے کہ اول بہت مختصر مقام محدود فرمائکر ارشاد ہوا کہ اس کے باہر قدم نہ رکھنا دوں یہ کہ مکان میں نہ رہتا اور خفت کے نیچے زندگی بسر کرنا۔ سوم شرط بہت دشوار تھی کہ ترک حیوانات کے ساتھ ترک نباتات بھی لازم گردانا اور نمک کا استعمال بھی منوع فرمایا سات برس تک خدا نہیں شاہ، مصاحب دارثی اس فرمائیں دارثی کی تعییل یوں کرتے رہے کہ جب زیادہ اشتباہ ہوتی تھی تو پانی میں را کھکھوں کر پی لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد شفقت دارثی نے اس قدر آسانی فرمائی کہ ارشاد ہوا کہ اس محدود مقام میں جو نباتات خود رو ہوں، یا لال دانہ بے طلب کوئی دے جائے تو بغیر شرکت نمک کھالیا کرو۔ غرض چھتیں سال تک ان کی خوراک میں اس محدود مقام کی گھاس رہی جس کو جوش کر کے پی لیتے تھے یا کبھی کبھی لال دانہ اگر اس بیتلی میں کوئی دے دیتا تو کھالیا کرتے تھے۔

الفرض اس سلسلہ میں چند اخوان ملت کی مجاہدات کا میں نے تمثیل اذکر کیا۔ ورنہ حضور قبلہ عالم کے متعدد ارادت مندوں نے ایسے ایسے ہے: ہابل بدداشت مجاہد سے کیے ہیں۔ جو یعنی قوت اپڑی سے باہر اور صریح فطرت انسانی کے خلاف تھے مگر طوالت کے خوف سے ان کی صراحت نہ کر سکا۔”
(”عن الحداث)

مختصر ارشادات فیض آیات

"اپنی وضع پر قائم رہے۔ جو گھر بیٹھے مرید ہوتے ہیں ان کو دعوت الوجہ کرتے ہیں۔"

اگر سات روز کا بھی فاقہ ہو تو زبان پر نہ لائے۔ اور اللہ سے بھی نہ کئے کیا وہ نہیں جانے جواب نے پاس ہیں

اپنی بستی میں لا پرواہ رہنا مشکل ہے۔

جب فاقہ ہوں تو ضبط کرے۔

ایک رنگ رہے۔

حاجی او گھٹ شاہ صاحب دارثی رحمت اللہ علیہ نے عرض کیا حضور "مشائخ توجہ دیتے ہیں۔" یہ توجہ کیا ہے۔ فرمایا "گرمی محبت ہے تو توجہ کام دے گی اور جس کے قلب میں محبت نہ ہو اس پر کیا اثر ہو گا۔"

حاجی او گھٹ شاہ صاحب دارثی نے عرض کیا کہ سید کی شناخت لوگ یہ بتاتے ہیں کہ اگر ان کے ہاتھ پر آگ روکھ دی جائے تو ہاتھ نہ جلنے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر جو امتحان لے گا کافر ہو گا۔

یہ جو ہیر کی ٹھنڈل ہے میں یہی سب کچھ ہے۔

جس نے یہاں نہیں دیکھا وہ اندر ہے حکم۔ من کا ان فی حذہ اعمی فحومی الآخرہ اعمی وہ وہاں بھی نہیں نہ رہے گا۔

ہر کہ آنجاندید محروم است

در قیامت زلذت دیدار

اسلام اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے۔

اس کائنات کا نام دنیا نہیں ہے۔ غلط کا نام دنیا ہے۔

فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

دنیا فساد کا گھر ہے اور اہل دنیا خدا سے دور رہتے ہیں۔

دنیا کی محبت مردی چیز ہے۔

ایک صورت کو کپڑے دہی مرتے وقت وہی قبر حشر میں کام آئے گی۔ حدیث مردی چیز ہے

ہی کہ شیطان پر لا جوں بڑھنے کی ضرورت نہیں شیطان خدا کا رقیب نہیں ہے۔ ان اللہ علی کل شنی فدیبر۔ طالب کے والے صرف نفتح فیہ من روحی کافی ہے۔

اس لئے کہ خدا ہماری ملکیت میں نہیں ہے ہم خدا کی ملکیت میں ہیں۔ کسی سے کچھ طالب کرنے کی حاجت نہیں۔ جب انسان اپنے دم پر قادر ہو جاتا ہے تو انھارہ ہزار عالم اس کے تحت میں آ جاتا ہے۔ وحش و طیور سب مطلع ہو جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ ارشاد ہوا کہ آدمی ہونا چاہئے۔ آدمی ہونا بہت مشکل ہے۔ کسی قدر سکوت کے بعد ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت ہوتا ہے جب الحنفیہ تکب ذاکر ہو اس لئے الحنفیہ تکب حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے اور معیت اور اقربیت حاصل ہے۔ وہو معکم اینما کتنم نحن اقرب الیہ من حجل الورید۔ جب معیت ہو گئی تو تقرب خاص ہو گیا یہی درجہ بحکیم ہے۔

سیدنا ایم شاہ صاحب نبیرہ حضرت سیدنا خادم علی شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ نم نے کنز پڑھی ہے اور صرف و نحو و منطق۔ انہوں نے عرض کیا ہی ہاں۔ فرمایا کہ اگر طلب ہے تو دستار مولویت طاق پر رکھ دو۔

پست شوتا فیض حق فائض شود

ہر کجا بھتیت آب انبار وو

اور کفر و اسلام میں اس بات کا خیال کرو کر

پ کفر وہ اسلام یکساں بھر

کہ ہر یک بد دیوان اود فتریست

پھر ارشاد فرمایا کہ کافر بھی مثل مومن کے ہے اور واصل متعصود حقیقی اگرچہ راہ وصل میں اختلاف ہے۔ مگر محبت اہل بیت شرط ہے۔

حضرت معروف شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور انور مثنوی شریف ملاحظہ فرماد ہے تھے۔ دوران ملاحظہ ارشاد فرمایا کہ ہر ایک انسان پر فرض ہے کہ اپنی طبیعت اور نفس کو قابو میں رکھے۔ انجام کار کا میاب ہو گا۔ اگر نفس کی بآگ ہاتھ سے چھوٹ جائے گی تو اس

کے وجود کو سزا نے دار دی جائے گی۔

پہلی کلمہ درست خدارے یود

لا جرم مخصوص دارے یود

یہ شمر پڑھ کر فرمایا کہ افذا خدارے نفس الہاد مراد ہے۔

رام جی اجود حیادا لے ہندوؤں کے او تار تھے۔ شری کرشن جی کنھیا پر بھی تھے اور بیلا کم صاحب پکے متعدد تھے۔

ایک مرتبہ حضور انور سے عرض کیا گیا کہ سنابے تتر فرتوں میں سے ۲۷۰ ہاری ہیں اور ایک ناجی ہے۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے کو ناجی کرتا ہے۔ تو وہ کونا فرقہ ہے۔ حضور انور نے ارشاد فرمایا جو حد سے الگ ہو دی ناجی ہے اور جو حد میں ہو وہ بہتر میں شامل ہے۔ (ح ۸، س ۶۰، د ۳: کل ۲۷۰)

جو نشیب و فراز میں رہے مگا اس کو خدا نہیں ملے گا۔ جو نشیب و فراز سے نکل جائے اس کی نجات دنیا میں ہی ہو جائے گی۔

ہر وقت ایک صورت سامنے رہے۔ وہی صورت ہر جگہ نظر آنے لگے گی۔ یہی فنا فی الشیخ ہے۔ حاجی او گھٹ شاہ صاحب دارثی نے عرض کیا کہ اسم ذات کون ہے۔ فرمایا اللہ، باقی سب صفات ہیں۔

عرض کیا گیا ”ہو“ کیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ نہ ذات نہ صفات ایک میدان ہے۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ہم کعب کے اندر یہ غزل پڑھ رہے تھے۔

عشق میں تیرے کو ہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو

محافظ کعبہ نے کہا ”ہدایت الرب۔“ ہم نے کہا وہ جگہ ہاؤ جہاں خدا نہ ہو۔ وہ چپ ہو گئے اور کہا کہ ان سے نہ یہ لو۔

حضرت سید معروف شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضور پر نور دہلی تشریف لے گئے حضرت سر مرحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی گئے۔ اور فرط مرمت سے ان کے مزار سے پڑ گئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ سر مرحمۃ اللہ علیہ رضاو تسلیم کے بعدے تھے۔ سردے دیا اور افس نہ

کی۔ نہ فتویٰ دینے والے رہے نہ سلطنت رہی مگر سرحدِ حمت اللہ علیہ کی جکہ ہزار سرحدِ حمت اللہ علیہ پیدا ہو گئے۔

ایک مرتبہ فتحی عبدالغنی خان صاحب وارثی رئیس پورہ غنی خان ضلع رائے بریلی سے فرمایا کہ غنی خان صاحب جانتے ہو جی مقبول کس کام ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور کو بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا کہ عاشق اپنے معشوق سے مل جائے یہی جی مقبول ہے۔

خاندان قادریہ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو اس خاندان سے نسبت ہے اس پر جادوٹونے کا اثر بالکل نہیں ہوتا۔

قاضی عبدالرزاق صاحب مارہروی (جو حضرت مولانا صوفی محمد حسن صاحب مراد آبادی کے مرید خاص تھے) فرماتے تھے۔ مجھ سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حاجی صاحب قبلہ سے دریافت کیا کہ بے شمار تلوقِ الہی کو آپ یعنی فرماتے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب کو خدا کے سامنے پیش کر دوں گا کہ تم رے اتنے بدوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ میں شہادت کے لئے تیار ہوں وہ رحیم و کریم ہے۔ یقین ہے کہ ضرور رحم و کرم فرمائے گا۔

"محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی ہم تمدے ساتھ ہیں۔"

سرکارِ عالم پناہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہاں دین بھی ہے اور دنیا بھی ہے جس کو جو چاہیے لے لے اور اگر دنوں کی ضرورت ہے تو دنوں ہیں۔

جب ایک دفعہ حضور انور علی گڑھ تشریف لے گئے۔ تو سرید احمد خان صاحب بانی علی گڑھ کانج کو شرفِ ملاقات حشائش اور تفسیر کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ سرید مر جوم پر اس وقت ایک ارتق طاری تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ حضور انور ان کو تسلیم فرماتے تھے۔ سرید صاحب سے حضور نے فرمایا "مجھ کو انگریزی تعلیم سے اختلاف نہیں مگر محبت، اخلاص اور طلبِ روحانیت بہت ضروری ہے۔"

مولوی سید شرف الدین صاحب وارثی جسٹس پنڈہ ہائی کورٹ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور انور سے دریافت کیا کہ سرید کی نسبت حضور کا کیا خیال ہے تو حضور پر نور نے

ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اکثر ٹماء نے انہیں
مکنیر کا فتویٰ دیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ سید صاحب کو برانہ کوونہ برا بھجو۔ وہ اول درجہ کے
مسلمان ہیں۔

مولوی سید شرف الدین صاحب موصوف پہلے حضور انور کے بہت خلاف تھے۔ اور ان کا یہ
خیال ہمیشہ سے تھا کہ پیر بھائیک پیشہ ہے جس کے ذریعہ لوگ ٹکم پروری کرتے ہیں۔ جب
حضور ان کے وطن آئے تو لوگوں نے ان سے مرید ہونے کے لئے کما اور مولوی سید
ظہیر الدین صاحب نے فرمایا کہ موقع اچھا ہے۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ تشریف لائے
ہیں تم بھی مرید ہو جاؤ۔ تو انہوں نے کہا میرے نزدیک یہعت کوئی چیز نہیں ہے۔ میر دھاتھ
پکڑنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تک دل کونہ پکڑے۔ مذہب یہعت کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اگر
کچھ ہے تو۔

یعنی مجھے خدا سے ہے بو اے طلفیب
دست خدا ہے نام میرے دلگیر کا

ای زمانہ میں ایک دن انہوں نے حضور کی اجازت چاہی۔ کمرے کے اندر ایک دوسرا غیر
تما۔ حضور انور استراحت فرمدے ہے تھے۔ لوگ جسم المهر دبارے ہے تھے۔ ان کے بڑے بھائی خان
یہاں مولوی نصیر الدین صاحب وارثی۔ سی، الیں، آئی حضور انور کے پیچھے پیٹھے ہوئے پشت
مبارک دبارے ہے تھے۔ تو سید صاحب کو دیکھ کر حضرت قبلہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ”بیٹھ جاؤ ایک
طرف تم اور ایک طرف تمہارے بھائی، اول سوال یہ ہوا کہ بالشرط تم کسی کے مرید ہو کہ
نہیں۔ انہوں نے عرض کیا اب تک تو نہیں ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ ”سرف ہاتھ پکڑنے سے
کچھ نہیں ہوتا جب تک دل کونہ پکڑے۔“

مولوی حکیم سید محمود علی وارثی رحمۃ اللہ علیہ پوری نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ایک مرتبہ سرکار عالم پناہ
کے حیات ظاہری میں ان کے ایک مرید (جن کا نام یاد نہیں رہا) ایک جنگل میں تن تھا
جاری ہے تھے۔ سامنے سے ایک شیر نمودار ہوا۔ ان صاحب نے مختلف دعائیں پڑھنا شروع
کر دیں لیکن وہ شیر ان کی طرف بڑھتا ہی چلا آرہا تھا۔ جب بہت قریب

آگیا تو ان کے منہ سے اضطرابی حالت "یاوارث" نکلا۔ اس ہم گرائی کا زبان مبارک پر آتا تھا کہ فوراً ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس ہاتھ نے شیر کے ایک ملٹانچہ مارا اور وہ فوراً بھاگ گیا اس کے بعد وہ مرید صاحب سر کار عالم پناہ کی خدمت میں آکر قدم بوس ہوئے۔ تو سر کار عالم پناہ نے رد جتنہ فرمایا کہ "جب اسم اعظم معلوم تھا تو تم نے اتنی دعاویں کو کیوں تکلیف دی۔"

حسب ذیل واقعہ سید شاہ حسین وارثی مرا اقبالی مرحوم نے سر کار عالم پناہ کے ایک نقیر صاحب سے خود سنایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فضیلت شاہ صاحب وارثی مرحوم کو رات کو نہانے کی حاجت ہوئی اور علی الشباح سر کار عالم پناہ میں ایک خادم کے ذریعہ ان کو طلب کیا وہ بجائے اس کے کہ حاضر ہوتے فوراً دیریا پر نہانے پالے گئے اور غسل کرنے کے بعد سر کار میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے تو سر کار عالم پناہ نے فرمایا "فضیلت شاہ، ہم تو گنگا جمنا سے بھی گئے گزرے ہو گئے، ارے ہم کو دیکھ لیتے تو پاک ہو جاتے۔" (مشکوٰۃ حفانیہ) "زن، زمین، زر کی وجہ سے انسان جھنڈے میں پڑتا ہے۔ جب ان مینوں کا تعلق دل سے نکل جاوے تو پھر اسی دل کا نام قلب مطہر ہو جاتا ہے۔

یہ بھی اکثر فرمایا ہے "روپیہ سے اگر دنیا کے کام بنتے ہیں تو آخرت کے کام اکثر بجوتے بھی ہیں۔ روپیہ چھونے سے ہاتھ کالا ہوتا ہے اور اس کی محبت قلب کو سیاہ کرتی ہے۔ روپیہ نے قارون کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

اکثر پیشتر مریدین کو یہ ہدایت ہوتی تھی کہ اللہ اللہ کیا کرو۔

سر کار عالم پناہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "ہم تو مسافر ہیں۔" (سمی الحدیث)

"حضور قبلہ عالم کو معلوم ہوا کہ وہ معمر اقریباً جو آپ کی جائیداد زمینداری پر آپ کی عدم موجودگی میں قابضی ہو گئے تھے اس اندیشے سے پریشان ہیں کہ اپنی طلکیت آپ واپس لے لیں گے۔ مگر ایک روز وہ ملاقات کو آئے آپ نے یہ فرمایا کہ ان کا اطمینان کر دیا کہ "اہل بیت کرام کے مشرب میں چھوڑی ہوئی چیز کو واپس لینا حرام ہے۔" (مشکوٰۃ حفانیہ)

"یہ حدیث صحیح ہے کہ مسنون قال لا الہ الا اللہ فضل الجنة، ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ "یہ روایت بھی صحیح ہے کہ جناب رسالت مآب رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں منادی کر دو کہ مسنون قال لا الہ الا اللہ فضل الجنة، چنانچہ حضرت بلالؓ منادی کرنے کو جاری ہے تھے کہ حضرت فاروق اعظم ائمۂ راہ مل گئے اور حضرت بلالؓ کو واپس لائے اور جناب رسول مقبول ﷺ سے عرض کیا کہ پیش کرو جو شخص لا الہ الا اللہ کے گاوہ داخل جنت ہو گا۔ مگر پھر ارکان اسلام ادا نہ ہوں گے۔ انہوں نے کہا یہ روایت بھی صحیح ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ کوئی حضرت عمرؓ کی سنت پر بھی چلنے والا چاہئے۔

نمایز و روزہ اور چیز ہے ایمان اور ہے۔ نماز تو رکن اسلام ہے۔ اگر لا لکھ روپیہ کی چیز رکھی ہو تو اس کا خیال دل میں نہ لائے بس یہی ایمان ہے۔

کسی کا حق مارنا بہت بد ہے اس کا ان ان کو خیال رکھنا چاہئے۔

عبادت نماز ہی نہیں! پنی خانہ داری میں ضروریات کی چیزیں لادیتا۔ جو کی کفالت پہلوں کی دلداری، غلام ولوغڑی کی پروردش، حوانج ضروری سے فارغ ہوتا، کھانا اور کھلانا یہ سب عبادت ہے۔

عقائد کے بارے میں ارشاد ہے کہ "چاروں سکالب" کو درجہ بدرجہ اپنے درجہ پر مانے۔

ایک مولوی صاحب چادر لوڑھ کر حضور انور کے پاس گئے اور اس چادر میں ایک فتنہ کی کتاب چھپائے ہوئے تھے۔ حضور انور اس وقت ایک ہنگلہ میں تشریف فرماتھے۔ حضور انور درج کی طرح نہایت ملٹری بلند حالت میں ہنگلہ سے باہر نکل آئے۔ مولوی صاحب کو بہت تعجب ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں خادم ہوں۔ میری اتنی تعظیم مناسب نہیں۔ حضور انور نے فرمایا یہ تمہاری تعظیم نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس کتاب فتنہ کی تعظیم ہے جو تمہاری بغل میں دلی ہے۔" (مشکوٰۃ حقائیق)

"سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ توحید کے ظاہری اور مشهور معنی تو یہ ہیں کہ خدا کو ایک کہوا اور ایک سمجھو جو ایمان کے لئے شرط ہے۔ انما اللہ الحاد واحداً" اور جب اس کی تصدیق ہو جاتی ہے

اس وقت توحید کے دوسرے معنی کہ خدا کو ایک دیکھو یہ عارفین کا مقام ہے۔ اس لئے یہ معنی منباب اللہ موحد کے قلب پر القاب و جاتے ہیں اور موحد اپنی بصیرت سے ہر چیز میں خدا کا جلوہ دیکھتا ہے۔ ایک ذات سے سروکار رکھو اور جو واردات ظاہری میلائیں پیش آجائیں فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کو سمجھو۔

شید امیال داری مرحوم نے ایک وقہ عرض کیا کہ از روئے حقیقت اصحاب کبڑا اور اہل بیت کی عظمت و منزلت میں کیا تفریق ہے اور بجهت ان کے فضل و کمال کے ہم کو کیا ان کی نسبت رکھنا چاہئے کیوں کہ علمائے کرام کے مختلف احوال جن کی حیثیت جائے علمی مکالہ مناظر ان بسیح مجادلاں نشان ہو گئی ہے اس لئے وہ تشفیٰ نخش نہیں رہے اور تصنیف طلب ہو گئے۔ ارشاد ہوا کہ علماء کا یہ اختلاف بجهت نفسانیت نہیں بلکہ بہ لحاظ تھانیت ہے کیونکہ دونوں خاصان بدرگاہ ایزدی کے صفات و خصوصیات میں بہترات اس قدر ہے کہ مبصرین اور محققین کی نظر خرہ اور منتشر ہو جاتی ہے مگر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ باعتبار اخیار و آثار اصحاب رسول کی تعظیم و احیب اور لازمی ہے اور اہل بیت انہیں کی محبت نفس قلبی سے فرض ہے۔

ایک مرتبہ فٹی نادر حسین صاحب گمراہی حاضر خدمت ہوئے اور بیان کیا کہ کل ایک صاحب سے گفتگو ہوئی تو میں نے جنگ صفين کے بعض واقعات کے حوالہ سے امیر شام کا مورد اثر امام ہونا تابت کر دیا اور آخر میں ان کو بھی خطائے مسکر کا اقرار کرنا پڑا۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا ”نادر حسین واقعات جنگ صفين کو مور خیمن نے صحیح ضرور مانا ہے مگر فرض کرو ایک مکان میں چند اشخاص ہم و ملن یا ہم عصر یا ہم جد ہونے کی وجہ سے باہم رہتے ہیں اور ان میں سے ایک شخص نے کتاباً اور اس کی داشت پر ورث و علی پالنے والا کرتا ہے تو جس طرح یہ قاعدہ ہے کہ وہ کتاب اپنی دم پالنے والے کے سامنے ہلائے گا اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس مکان کے رہنے والے کو کافی ٹھاکری نہیں۔

اس اعتبار سے تم ایک وفادار غلام ہونے کے اپنے آتائے نادر کی شادی عفت میں مصروف رہ سکتے ہو مگر اپنے مالک کے ساتھیوں کو باہم شیر و شکر نہیں بھی دیکھتے ہو تو بھی سنت مرتضوی ہے کہ اچھانہ جانو تو بر ابھی مت کو اور کلیے تو یہ ہے کہ جس دل کو محبت سے سروکار ہوتا ہے

اس میں عداوت کی گنجائش نہیں رہتی۔

شدہ است سینٹ نلپوری پر از محبت بیار

درائے کینہ اغیار در دلم جانیست

بلاس محبت کامل کی تعریف تو یہ ہے کہ محبت کو بجز تصویریار کے اغیار کا خیال بھی نہ آئے۔ چنانچہ
جو سمجھہ دار ہیں۔ وہ مساواۓ صفات یاد ملوثا کے حركات و سکنات کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ بھول
ماقصہ سکندر روڈ لارنہ خواندہ ایم

از ما بجز دکایت مردو فائدہ س

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم کے دربد میں ملاسل ارباب طریقت کا ذکر آئی۔ اور حاضرین میں
سے ایک صاحب نے ان کے بعض فروعی مسائل پر سکتہ چینی کا رادہ کیا۔ سرکار عالم پناہ نے
فرمایا کہ منزل شاہد حقیقی تک پہنچنے کے لئے گوار ہیں جد اگانے ضرور ہیں مگر فی الحقیقت راہ
کپڑوں کا مقصود اور نصب الحین ایک یعنی اتفاقے یاد ہے۔ اس واسطے راستوں کے نشیب و فراز
کا ذکر کر دیکھا رہے۔

حضور قبلہ عالم کے ایک ارادت مند نے بد بیل تذکرہ یہ داتھ بیان کیا کہ میں اپنی ذاتی
ضرورت سے اجیر شریف گیا۔ مگر جس کام کیلئے گیا تھا وہ کام بھی نہ ہوا اور مزید بدال ہو ٹھیں
سے کپڑوں کا بکس بھی جاتا رہا۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ دوران قیام خواجہ صاحب کے سلام کو بھی گئے تھے۔ اس نے
عرض کیا کہ ایسے اونکار میں جلتا تھا کہ درگاہ تک جانے کی نوبت نہ آئی۔ ارشاد فرمایا کہ اسی بے
اوی کی یہ سزا تھی جو بکس چوری ہو گیا۔ طریقت کا ادب یہ ہے کہ جس شر میں ایک شب بھی
قیام ہو وہاں کے مشور اہل اللہ کے مزابر پر ضرور جائے۔

ایک سن ریسیدہ مولوی صاحب قبلہ عالم کی ملاقات کو دیوبہ شریف میں حاضر ہوئے۔ آپ نے
ان سے با اقتضاۓ نطق عظیم معافہ کیا اور تھوڑے عرصہ تک گفتگو فرمائے کہ تعلیم کے ساتھ
ان کو رخصت کر دیا۔ جب وہ چلے گئے تو حاضرین میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں
ان کو خوب جانتا ہوں۔ یہ مولوی صاحب بڑے کار ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے قبیلے میں ایک

جن ہے۔

سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ کیوں اپنی زبان اور دل کو دوسراے کے واسطے خراب کرتے ہو، معمولی عیوب توبیان کر دیئے مگر وہ ہنر جو بدیمات سے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا۔ مولوی صاحب کی شریفانہ تمذیب، مقدّس صورت، نورانی ریش، مشروع لباس کی قدرت کی جس کو اسلام کے بلند پایا پیشواؤں کی وضع سے خاص مناسبت اور مشابہت ہے۔ حالانکہ دل کی بد نما خرائیوں کو بزرگوں کی وضع کے پردہ میں چھپا ہا سخت حسن فعل نہیں ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس بندہ نواز کی عنایت سے اچھوں کی نقل کرنے میں علاوه وہ تنی منفعت کے دین کے ہجڑے ہوئے کام بھی ہن جاتے ہیں۔

چنانچہ مشہور ہے کہ ایک سخنہ فرعون کو خوش کرنے کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کی نقل کرتا تھا کہ اسی وضع کا لباس پہن کر اور اسی صورت کا عصارے کر روزانہ دربد میں آتا اور اسی لجہ میں وعظ کرتا جو کلمیں اللہ کا طرز کلام تھا۔ مگر جس روز وہ بہر و پیار گیا تو خدا نے مرد ترنے اپنے اس مقرب نقیر کو جو عرصہ دراز سے ایک پہلا پر تجلیات انوار الٰہی کی دید کے لئے عزالت نہیں تھا حکم دیا کہ فلاں محلے میں ہمارا ایک دوست مر گیا ہے۔ جو اس کی تجھیز و تکفین میں شریک ہو۔ وہ خدا کا بزرگ نیدہ بندہ فوراً اس محلے میں گیا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فرعون کا سخنہ مر گیا ہے۔ مگر چونکہ حکم الٰہی کی تعییل لازم تھی۔ اس کی تجھیز و تکفین میں شریک ہو کر واپس آیا تو بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ الٰہ العالمین وہ سخنہ تو بظاہر بندہ ہب اور فرعون کا پرستار تھا۔ تو نے اس کو کس عمل کی جنت سے اپنے دوستوں میں شمار فرمایا۔ آواز آئی کہ بے شک وہ ہر سو فتن و فجور میں بنتا تھا۔ لیکن لباس میں موسیٰ علیہ السلام کی نقل کرتا تھا اس نے ہم نے اپنے کلمیں کے لباس کا احترام کیا اور اس نقل کو اپنے مقریبین میں داخل کر لیا۔

ایک شخص نے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ مرارادہ ہے کہ اپنے ببر کی بیعت کو توڑوں لور آپ کا مرید ہو جاؤں۔ فرمایا آنسوں نے کیا قصور کیا کہ بنی ہائل بیعت کو توڑنے کو آمادہ ہو۔ اس نے عرض کیا کہ بڑا قصور یہ ہے کہ وہ بے فیض ہیں۔ فرمایا کہ

تصور ان کا نہیں ہے فیض حاصل کرنا تو تمہارا کام ہے۔ جاؤ اور محبت کے ساتھ ان ہی سے رجوع کرو جو تمہاری قسمت کا ہے انہیں کے ذریعہ سے تم کو ضرور ملے گا مجبراً نہیں۔

ایک شخص نے خدمت والا میں عرض کیا کہ مجھ کو مرید کر لیجئے۔ آپ نے بے ساختہ فرمایا کہ تم کسی کے مرید نہیں ہو۔ اس نے کہا کہ مرید تو میاں محمد شیر صاحب کا ہو چکا ہوں۔ مگر میری خواہش ہے کہ آپ کا بھی مرید ہو جاؤں۔ ارشاد ہوا کہ جس طرح ایک عورت کو دو مردوں سے پہ یک وقت نکاح کرنا منوع ہے اسی طرح ایک مرید کو دو پیروں کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں نقصان ہے۔ دیکھو ایک ٹاؤپر سوار ہونے میں سلامتی سے پار اتر جانے کی زیادہ امید ہے۔ اور مخالف اس کے اگر کوئی شخص ایک پاؤں ایک ٹاؤپر اور دوسرا پاؤں دوسری ٹاؤپر کھڑ کر دریا سے پار ہونا چاہے تو ڈونٹنے کا خوف ہے۔ میں جاؤ اگر طلب صادق ہو گی تو جس کا ہاتھ پکڑا ہے اسی صورت میں خدا تم کو ملے گا۔

مرکار عالم پناہ کے ایک معمر حضور کے مرید تمبند کے خواتین گار ہوئے تو حضور نے اپنا مبوس خاص مرحمت فرمایا اور جائے کی دوسری ریاضت کے یہ شغل سمایا کہ ”تم صدق کو اپنا تو شہ ٹاؤ اور جو کام کرو اس کی نیت اللہ کے واسطے ہو۔ اگر کھانا کھا ہو تو نیت کرو کہ میں اللہ کے واسطے کھاتا ہوں اور نہ کھاؤ تو بھی بھی خیال کرو کہ میں اللہ کے واسطے نہیں کھاتا ہوں۔ غرض سوہ، جاگنا، اٹھنا، تیٹھنا تمہارا اللہ کے واسطے ہو اور سوائے اللہ کے بے غرض رہو۔“

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ اکثر فقرائے اہل حکمین کے بھی عادات بجهت عبادت قلبی متغیر ہوتے ہیں۔ مگر حقیقی ادب ان کا مستقل رہتا ہے بلکہ جس قدر ان کے مدارج مرتفع ہوتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ مودب ہوتے ہیں اور اگر سوا بھی تغیر ہوتی ہے تو ارباب طریقت ان کو بہ نظر تحریر دیکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے کسی قدر جلال آمیز لمحہ میں فرمایا کہ اہل محبت کے بعض اقوال کے جو درحقیقت ان کے احوال کے ترجمان ہوتے ہیں۔ قابل الزام خیال کرنا لوگوں کی بدگمانی اور نادانی ہے بقول مولانا روم۔

حُنَّكُلْوَيْ عَاشِقَانِ دُرْكَارِ رَبِّ

جو شش عشق است نے ترک ادب

ایک شب حضور پر نور نے بے دوران سیاحت جون پور میں قیام فرمایا بعد مغرب مولانا عبدالرحیم صاحب جو اپنی فلسفہ دانی کے باعث عوام میں دہریہ مشہور تھے میں اپنے شاگرد رشید ریاض الرحمن صاحب، جتاب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اثنائے گفتگو میں یہ عرض کیا کہ حسب روایات مذہبی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ الجیس نے غیر خدا کو سجدہ سے انکار کیا۔ تو قابل لحاظ یہ امر ہے کہ وہ اپنے اس سخشن عمل کی وجہ سے ایسا قصور دار کیوں گردانگی کر جائے موحد کے اس کو شیطان اور ملعون کرتے ہیں۔

سرکار عالم پناہ نے ارشاد فرمایا کہ ”مولوی صاحب موحدین تو شیطان اور حنفی میں فرق نہیں کرتے اور عشاق شیطان کو رانہیں کرتے۔ بلکہ واقعہ الجیس خاص قسم کا سبق ہے لیکن شریعت کی رو سے الجیس نے یہ غلطی کی کہ آدم کو غیر سمجھا اور خلق اوم علی صورت کا خیال نہ کیا۔“ مولوی صاحب موصوف یہ تفصیلی جواب سن کر خاموش بلکہ معیف ہو گئے اور آبدیدہ ہو کر حضرت کی عظمت اور منزلت کا صاف لفظوں میں اقرار کیا۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ مرید کے واسطے بہت زیادہ مفید یہ ہے کہ صحیح کو اٹھتے تو یہ ارادہ کرے کہ میں گناہ نہ کروں گا اور جب شام ہو جائے تو قصد کرے کہ گناہ نہ کروں گا۔
یہ روزانہ کارادہ رفتہ رفتہ مستقل بھی ہو جاتا ہے۔

دنیا میں قابل تعریف وہ شخص ہے جس کے دل میں کسی کی طرف سے کینہ اور بغض نہ ہو۔ جو رسول اللہ ﷺ کی خاص سنت ہے۔

بغض و عناد کی اصل دنیا کی وقعت و منزلت کی محبت ہے۔ اس لئے غبدلناق سے اس کا دل صاف ہوتا ہے جس کی نگاہ میں دنیا کے مال و جاہ کی قدر و عزت نہ ہو۔

ایک تعلیم یافتہ ارادت مند نے حضور قبلہ عالم کی خدمت بالد کت میں عرض کیا بغض و نفاق کا سد باب کیوں کر ہو۔ ارشاد ہوا کہ ”جودل اسباب دنیا سے غیر بالوف اور خدا کے ذکر میں مصروف رہتا ہے وہ دل بغض و نفاق کے اثرات سے متاثر نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ حکیم سید عبدالاحد شاہ صاحب دارثی نے عرض کیا کہ طالب راہ صدق و خلوص

کی شناخت کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ بس کامل خدا کے ذکر سے تخلص اور دنیا کے ذکر سے افراد
ہو تو سمجھ لو کہ اس کا خیال پختہ ہے۔

ایک مرتبہ قیام باکی پور میں حضور قبلہ عالم مشنوی شریف کا مطالعہ فرمدی ہے تھے۔ جب
خصوصیات ادب کا درکار آیا تو بے ساخت فرمایا کہ "مہملہ دیگر صفات کے جو آداب صوفیہ سے
مودب ہوتا ہے اس کا ایک خاصہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وعدہ کرتا ہے تو یاد رکھتا ہے اور احسان
کرتا ہے تو بھول جاتا ہے۔

صدق ایسی صفت مسخرہ ہے کہ جملہ صفات حمیدہ کی اصل صدق مقابل ہے اور کذب
ایسا نہ موم فعل ہے کہ تمام اخلاق زمیں کی جزو رونگوئی ہے۔

ایک قدیم اور ایسے تہبند پوش فقیر حاضر خدمت ہوئے جن کو اخوان ملت زاہد ہدا کہتے
تھے۔ تھوڑے تال کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ زاہد کس کو کہتے
ہیں۔ انہوں نے دست بست عرض کیا کہ حضور بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا "دوچار فاقتوں کے بعد
نمک کے ساتھ روٹی کھانے کا نام زہد نہیں ہے بلکہ زاہد وہ ہے جو دنیا سے پرہیز کرے،
خواہشات کو روکے مرادوں کو بھول جائے۔ گریگلی اور سیر ہمکی کے اثرات سے یکماں
ستا ثہ ہو کر کوئی چیز پاس نہ ہونے کے وقت مطمئن رہے اور جب کوئی چیز آجائے تو اس کو راہ
خدامیں تقسیم کرنے کے واسطے مضطرب ہو۔"

ایک مرتبہ حضور انور نے فرمایا کہ باخبر فقیر وہ ہے کہ جس کے پس پشت دنیا ہو لور خوف خدا
اس کے سامنے رہے۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ جس فقیر کا ظلق سے سر و کار رہا وہ خراب ہوا اور جس
نے حق پر بھروسہ کیا وہ کامیاب ہوا۔

ایک مرتبہ مولانا ہدایت اللہ صاحب والٹی محدث سورتی نے ایک نمائت اولو العزم درویش کی
کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ مصنف کتاب نے اس پر توجہ نہیں کی کہ عاشق جمال
ایزدی کے مذاق و مسلک میں اس قدر تضاوی کیوں ہے۔ سرکار عالم پناہ نے فرمایا کہ مولوی
صاحب اس کا سبب یہ ہے کہ ہر آن تخلیات انوار شاہ حقیقی کی شان جداگانہ ہوتی ہے "کل یوم

حونی شان "جن کے اثرات بھی مختلف الفاظ ہوتے ہیں پس جس صورت میں ارباب بہرہ ت کو دید ہوتی ہے اسی مناسبت سے ان کا طرز طریق اپنی نوعیت میں یگانہ ہوتا ہے۔

اسی کے بعد حضرت قبلہ عالم نے صفاتِ عشق کی ماہیت اور درجاتِ عاشقین کی حقیقت کا مکر تمثیلات کے چیرا یہ میں دوسرے عنوان سے جس تشریع سے ذکر فرمایا اس عارفانہ تقریر کا مضمون یہ تھا "علاوه اس کے یہ بھی منقول ہے کہ عاشقان جانباز نے عالم ارواح میں مردوز است شراب سلسلی عشق کا تشرب مختلف عنوان سے فرمایا اس سبب سے جرuds کشان بادہ محبت کی واردات قلبی میں یہ اختلاف ہے کہ حالت و کیفیت میں بھی بدیمات سے تفرق ہے اور مذاق و مشرب میں بھی کافی تفرقہ نظر آنے لگا۔ مثلاً بعض عاشقان نے مردوز میثاق بادہ عشق و محبت شوق و اشتیاق کے جام میں نوش فرمایا۔ بعض اسیر ان دام محبت نے ساغر حزن و اندوہ کو اس خیال سے پسند کیا۔ فلیض حکو اقلیلاً ولیکو اکثیر افرمان ذوالجلال ہے۔ بعض نے شراب عشق پینے کے واسطے قلق و اضطراب کا پالہ اختیاب کیا۔ بعض نے شاہد مطلق کی صولات و جلالت کے رعب سے لرزاں و شرمسار ہو کر شراب محبت کا کارہ خوف میں پینا بیٹھا ہے فلا تخشوا حرم و اخشوئی مناسب جائے بعض نے لا تغسلو من رحمۃ اللہ کی بھارت سن کر زلال عشق کے جام رجائبیں پی لیا۔ بعض نے ساغر درود میں عشق کی شراب کو اس وجہ سے بہتر سمجھا کہ ورد کو عاشق پسند کرتے ہیں۔

غرضِ خم خانہ ازل میں ساتی عمد است کے رویہ و جس نے زلال عشق کو جس صفت کے پیالے میں استعمال کیا وہی اثر عالم امکان میں اس کے طریق کا رفیق صادق ہوا۔

اسی سلسلے میں قبلہ عالم نے یہ بھی فرمایا کہ بندہ کی محبت سے خدا کی محبت مقدم ہے۔ اس لئے بندہ کی محبت کی تعریف یہ ہے کہ ذاتِ حضرت واجب الوجود کے ساتھ قلب کو اشغال ہو اور چونکہ قلب اور اشغال قلب سے وہ ذات اندس پاک منزہ ہے۔ لہذا اس کی تعریف یہ ہے کہ بندہ کو جذبہ الہی اپنی جانب میں کھینچے اور غیر کی جانب متوجہ ہونے سے باز رکھے۔ پس محبت بندہ فرع ہے محبت خدا کی کیونکہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ بندہ کو اپنی جانب رجوع کرتا ہے تب بندہ کو خدا کی محبت ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ "معشوق سے بھی سوال کرنا مسلکِ عشق کے منافی ہے لیکن در انحصاری بھی صد مراتب بھر اور اندوہ فراق سے مظلوم ہے قرار ہو کر اگر کوئی عاشق زار طلب محبوب کے لئے محبوب ہی سے سوال کرے تو اکثر عاشق نے اس کو بھی شرط مبتدا یا کروہ تجزی کی گردانا ہے کہ مقصود سوا اس کے اور کچھ نہ ہو کہ معشوق ہم کو مل جائے یا ہم معشوق کے ہو جائیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ مدارج عاشق کے لحاظ سے سوال فی المطلوب کے بھی چند راتب ہیں اور ہر مرتبہ کے سالگین کا طرز استدعا اور طریق سوال جدا ہاں ہے۔ چنانچہ بعض عاشق زبان ظاہری اور عبادت معرفت میں طلبِ معشوق میں، معشوق ہی سے خلوت میں بھی اور جلوت میں بھی سوال کرتے ہیں اور بعض بلند حوصلہ اور رفع المرتبہ عاشق کی عرضداشت بر جو عقلب اور زبان مستور سے ہوتی ہے اور بعض عاشق سمجھتے ہیں کہ ہماری حالت ہی صورت سوال ہے اس لئے وہ صادق الحقنِ مثنا، محبوب کے آگے سرِ حلیم خم کرنے کو ہی سوال من المطلوب خیال کرتے ہیں اور ہر حال میں راضی برضاۓ محبوب رہتے ہیں اور بعض عاشق چاہتے ہیں کہ معشوق ہم کو مل جائے لیکن صفاتِ معشوق کے ہم عارف ہو جائیں اور بعض عاشقان صادق کی یہ استدعا ہوتی ہے کہ ہم معشوق کے ہو جائیں کہ ہماری ہستی شاہدِ حقیقی کے سامنے نیست وہی وہ ہو جائے۔ جس کو اصطلاح صوفیہ میں فتاۓ اتم کہتے ہیں۔ لیکن سوال کسی عنوان سے کیوں نہ ہو مگر چونکہ سر اپدھے طلب سے معمور ہوتا ہے اس لئے در حقیقت اس حالت کا ترجمان ہوتا ہے کہ سائل کا بطور خواہشات سے خالی نہیں ہے اس لئے حقیقی مشربِ عشق نے اس شرط سوال کی بھی اجازت دی ہے ورنہ ہر صورت میں سوال فتاۓ شان عشق ہے۔ کیونکہ عاشق کامل کی صحیح تعریف یہ ہے کہ اس کے مرادات ایسے فنا اور معدوم ہو جائیں کہ ہر حال میں خدا سے بھی سوال کرنے کی حاجت نہ ہو۔ مصداق "الفقیر لا يحاج الى الله ولا الى غيره"

ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہاگر غور کرو تو دنیا کا انقلاب زبان حال سے کہتا ہے کہ اس بے ثبات دار قانی کو اپنا گمراہ نہ ہو۔

جب ایک بہت قابل پنڈت صاحب حضور پر نور کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے ان

کی طرف اندھو کر کے فرمایا۔ پنڈت جی آپ کو ۱۷۴۳ء میں لادہم کے مامنے ہوتے تھے۔ جس
ہمارے کہ بہ پہلاد نے اپنے عالم واقع میں رہنمائی میں بھی کام و ناشروں کیا۔ اس
وقت اس بیباپ جس کام ہر دو اس تھا، نہایت طیش میں آکیا اور اپنے الئی اور ہونہار قدر سے
(جس کے طرزِ عمل سے وہ پہلے سے واقف تھا) کرنے کا کہ خبردار ہیرے سانچے رام کام نہ
لیتا، ورنہ اس تحول سے تیر اسرار اداوں گا۔ پہلاد نے بہ بیباپ کی یہ بے جانیافت سی تو اس کو
بھی جوش آکیا اور اس نے حالتِ وجد میں اپنے بیباپ سے کہا کہ مجھ میں رام تھے میں رام کمر ک
کھم سب ہیں رام۔ یعنی مجھ میں رام تکوار اور ستون سب میں رام۔ اس خدائے واحد کا جلوہ ظاہر
ہے۔ اس کے کہتے ہی ستون پھٹ گیا اور رہنم کی صورت شیر کے پوٹے میں نمودار ہوئی جس
نے ہر دو کس کو پورا پارہ کر دیا۔ تو سوال یہ ہے کہ پہلاد نے مجھ تھے میں کمر ک کھم چار چیزوں
میں رہنم کے جلوے کا ذکر کیا ہے کمر صورت رہنم کی کھم یا ستون سے ظاہر ہوئی اور باقی تینوں
چیزوں میں سے ظاہر نہیں ہوئی۔ اس میں ستون کی کیا تخصیص تھی جب کہ وہ سب چیزوں
میں موجود تھا۔ پنڈت جی اس معرفت کے سوال سے پریشان ہو گئے۔ منہ پر ہوا یا اس پھونٹنے
لگیں۔ آپ کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔ آکر مجبور ہو کر کرنے لگے۔ حضور میں اس کی حقیقت
عرض نہیں کر سکا۔ آپ ہی فرمائیں۔ میرا ناقص فہم ان مقامین عالی کے اور اک سے قامر
ہے۔ جب پنڈت جی نے اپنے بھر کا انعام کیا تو مولاۓ حق شناس نے ارشاد فرمایا "سنوسنو
پنڈت جی، پہلاد نے مجھ تھے کمر ک کھم چار چیزوں میں شاہہ حقیقی کے جلوے کا انعام کیا کمر
ستون پر آکر رک گیا، جہاں رکا وہیں سے خدا ظاہر ہو گیا۔ از ان جس چیز کو مضبوط پکڑ لے
اور اس پر رک جائے وہیں خدا ہے۔ پنڈت صاحب اس ارشاد کو سن کر بخوبی ہو گئے اور قدموں
پر بے اختیار گر پڑے اور عرض کرنے لگے کہ واقعی میں جیسا استھنا اس سے ہر لمحہ زیادہ
حضور کو پایا۔ حضور کی ایک نصیحت نے میری تمام عمر کی اکتاب علم کی حقیقت کھوں دی۔
واقعی یہ علم علم ہے اور اس کے سامنے سب بیچ ہیں۔ بڑی دیر تک پنڈت صاحب اس ارشاد پر
وجد کرتے رہے۔ حقیقت حضور انور کو اس ارشاد سے پنڈت جی کی تعلیم مہ نظر تھی۔
ہر شخص پر پابندی شریعت و اتباع سنت لازی ہے۔ اگر کسی کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے تو قبل

اس کے وہ متفعل ہو، تم معاف کر دو۔

باد جود اخیار کے دشمن سے بھی بدل نہ لو، کیونکہ وہ قابلِ حقیقی ایک ہے تو عوض کس سے اور کون لے گا۔

حضور ابو بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ محبوب کبریا کا جمال جہاں آرائا اگر نظر مطلوب ہے تو آپ کی عطرتِ اطہار کو آئینہ ہا کر دیکھو گے تو ان کی مقدس صورت میں حضرت رسالت کی شیل زیبائی دید سے مستفیض ہو گے۔

جو شخص سورفان بہترت پڑھتا ہے اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ جو اہتمام کے ساتھ سوتے وقت آیہ اکثری پڑھ لیتا ہے اس کی جسمانی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

ایک صاحب کو ایک تصدیقے کے صلے میں حضور قبلہ عالم نے یہ ہدایت فرمائی "نماز عشاء کے بعد تسبیح ناطمہ پڑھا کرو با ایمان مردو گے۔"

ایک مرتبہ ریاض خان صاحب وارثی مخلص بہ فروع شاہجمان پوری نے ایک مدرس پیش کیا جس کا اختمام طلب محبت پڑھا تھا۔ سرکار عالم پناہ نے مجتبیم لبوں سے بجمال شفقت فرمایا "خان صاحب تم نماز کی پاہندی کرو۔ کبھی کوئی عذر قوی ہو تو اشارہ سے ادا کرنا، مگر قضاۓ ہو اور ہر نماز کے بعد چار سو اسی مرتبہ اسم ذات پڑھ لیا کرو جس کے اول و آخر درود شریف بھی ہو۔"

سرکار عالم پناہ کا حکم عام ہے کہ درود شریف پڑھا کرو اور کسی سے فرمایا بعد فرائض کے درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔

کسی کو حکم دیا کہ ادبِ تخلیل کے ساتھ درود شریف ورد کرو۔

آخر شب میں درود شریف کا پڑھنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

اگر کسی نے عرض کیا کہ کس درود شریف کا درود کروں تو اس کے لئے آپ نے تصریح بھی کر دی یا لیکن اکثر آپ نے "اللهم صل علی محمد و علی آل محمد وارک و سلم" پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔

آپ نے اکثر فرمایا بغیر محبت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا۔

بادگاہ دارثی کے ایک قدیم حلقہ بجوش نے عرض کیا کہ تعلقات زمینداری ہمیشہ چیزیں ہر ہے ہیں کوئی اسم حلال مشکلات تعلیم ہو جس کا درد کروں۔ آپ نے متبسم بوس سے فرمایا۔ جب کوئی مشکل پیش آؤے تو ہمارا تصویر کر لیا کرو اور تصویر کا قاعدہ تعلیم فرمایا۔ انہوں نے ہدایت دارثی پر عمل کیا اور ان کو رد ہم کامیابی ہوئی۔ اور اسی طرح اعداد لوگوں کو اس شغل سے کامیابی ہوئی۔ (سمی الحارث)

چودھری لطافت حسین صاحب رئیس رامدانہ کے مکان پر حضور پر نور قیام پذیر تھے اور مولوی عبدالصمد جو مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافت تھے کسی ضرورت سے گئے۔ مولوی صاحب موصوف ایک شخص سے رسول مقبول ﷺ کی بے مثالی میں کام کرنے لگے۔ اور سورہ شریف اَنْذَلَ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ كَمَا حَوَالَ دِيَةً۔ جب یہ واقعہ حضور پر نور نے سناتو مولوی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ اس آیت پاک کی قرات یہ بھی ہے اَنْذَلَ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ لَهُ أَنْ فَإِنَّ كَوَافِرَ الْفَحْشَاتِ هُنَّا تَوَسِّعُ آیت کے معنی خلاف مقصود آپ کے ہوں گے اور یہی آیت آپ کے دعویٰ کے بطلان کے لئے کافی ہو گی۔" (مشکوٰۃ حنایہ)

نوٹ ترجمہ۔ بھجاہم نے تمادی طرف رسولوں میں سب سے نیس رسول یعنی، نیس ترین۔ "سب سے زیادہ نیس" یعنی تغیروں میں سب سے نیس، رسولوں میں سب سے افضل ترین رسول کو تمادی طرف بھجا۔ یعنی وہ بے مثال ہیں۔
ان کی کسی سے مثال نہیں دی جا سکتی۔

امناع سجادہ نشان

"فرمایا آپ نے کہ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔ منزلِ عشق میں خلافت نہیں ہوتی۔ اس بنا پر آپ نے ایک تحریر پاس خاطر حکیم شیر محمد خاں کے لکھ دیا ہے وہ دیکھنے والوں کو ایک اقرار نامہ کی سی عبارت معلوم ہو گی۔

فی الواقع وہ برائے خاص اقرار نامہ ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ نجپور اور دیوبند شریف کے لوگ جھگڑتے تھے۔ نجپور کے لوگ جو مستقیم شاہ صاحب کے خاندان سے ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ جناب حضور نے مجھے اپنا خلیفہ کیا ہے اور دیوبند شریف کے صاحبان کہتے تھے کہ یہ

ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جب لوگوں نے حضور انور سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ "منزلِ عشق میں خلافت کیسی پذیر پذیر ہے تحریر جلس مندرجہ ذیل ہے۔"

"مخدوم سیدوارث علی شاہ ولد قربان علی شاہ ساکن دیوبنگو، قصیل نواب گنبدہ الی۔ چونکہ ہم نے تم لوگوں کو مستقیم مزار مستقیم شاہ کا مقرر کیا۔ کیونکہ مستقیم شاہ سے اقرار یافتہ کہ ہمارا اور تمہارا ساتھ دین دو دنیا میں ہے جو کوئی دیوبنگو اور کچھ کے تو وہ باطل ہے۔ ہمارے یہاں جو کوئی ہو، چہ مبارہ ہو، خاکروب ہو، ہم سے محبت کرے وہی ہمارا ہے۔"

الرقوم ۷ نومبر ۱۸۸۹ء

العبد	گواہ شد	گواہ شد
-------	---------	---------

وارث علی شاہ	تراب علی	نور محمد شاہ
--------------	----------	--------------

پنجم حکیم شیر محمد خاں	خادم	ساکن بنحوی
------------------------	------	------------

راقمہ

بخشش علی زمیندار گدیہ

(عین ایقین)

حضور انور نے فرمایا "منزلِ عشق برتر ہے ذکر و اشغال سے جو کب ہے اور میں نہ ہب عشق رکھتا ہوں۔ اس میں سجادہ نشینی نہیں ہے۔ جو شخص بادہ عشق میں سرشار ہے وہ دام محبت میں گرفتار ہے کو وہ خاکروب ہو وہ مجھ سے ہے۔"

جتاب مشیر حسن صاحب قدوالی بیر شرایث لانے بیان کیا کہ آپ کی زبان مبدک سے بدرہائیں نے سنا ہے کہ ہمارا شرب عشق ہے۔ عشق میں کب نہیں خدا کی دین ہوتی ہے۔ ہمارا کوئی خلینہ نہیں۔ عشق میں خلافت کسی کے ساتھ مخصوص نہیں جس کے دل میں عشق ہو۔

اس کے علاوہ مختلف اوقات میں ارشادات نسبت اقتطاع سجادگی ہوئے ہیں جو سرکار عالم پناہ کی سوانح کی ہر کتاب میں درج ہیں۔

حضور انور کے وصال کے بعد ایک متعدد سجادہ نشینی کی بابت چنانچہ میں ۱۲ مارچ ۱۸۹۱ء

کو اور وہ بیف کو رٹ کایے فیصلہ ہوا کہ آپ کا کوئی جانشین یا ظاہر نہیں ہے۔ اسی مقدمہ میں
عدالت عالیہ اور وہ بیف کو رٹ نے ایک رشت قائم کر دیا جو "عاقی والٹ ملی شاہ مولیم
زست" کے نام سے موسم ہے اور جس کے ذریعہ انتظام آستانہ شریف ہوتا ہے۔

(سرکاردارث پاک)

"عُق میں سجادگی کمال۔ نہ ہم کسی کے سجادہ نشین ہیں نہ ہمارا کوئی سجادہ نشین ہو سکتا ہے یہ
چادر و ملیدے کے جھکڑے ہیں۔"

(ارمنان والٹ)

سرکاردارث پاک کی بقئی سوانح عمریاں میں نے دیکھی ہیں اور جن کی تفصیل اس
کتاب پر میں دی ہیں ان سب میں امتناع سجادہ نشینی کے لئے صاف طور پر حضور انور کے
ارشادات درج ہیں۔ (مرتب)

فہم شد